بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly Badr Qadian

جلد ۱۸ — شمارہ ۱۴

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd. No. 67

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ نئے پیسے

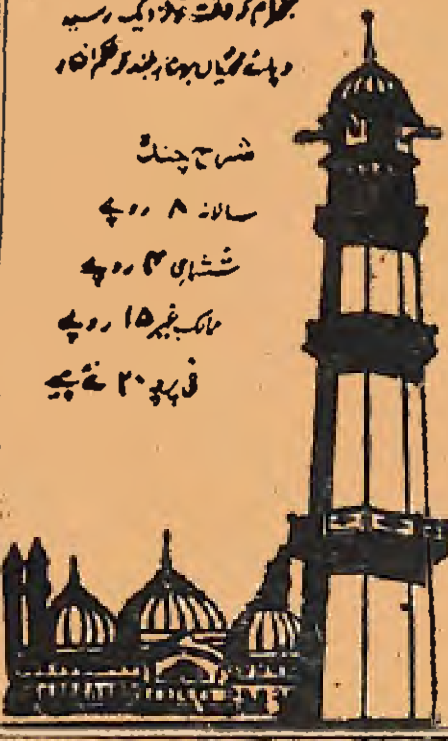

۱۵ محرم ۱۳۸۹ھ — ۳ شہادت ۱۳۴۸ ہش — ۳ اپریل ۱۹۶۹ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان یکم شہادت (اپریل)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۷ امان (مارچ) کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت اچھی ہے لیکن کھانسی کی کچھ تکلیف ابھی چل رہی ہے۔ احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرماتے آمین۔

● — حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مورخہ ۲۹ مارچ بروز ہفتہ گیارہ بجے صبح تا پچھپوند کے سفر سے بخیریت واپس قادیان تشریف لے آئے الحمد للہ ۔ ● — قادیان کے مقامی ہر دو احمدیہ تعلیم الاسلام ہائی سکول و نصرت گرلز سکول کے سالانہ امتحان کے نتائج آج یکم شہادت کو سنا دیئے گئے۔

قادیان یکم شہادت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

خصوصی مقالہ

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی مبارک تحریک اور احباب جماعت کا فرض

میعاد میں اب صرف تین ماہ باقی ہیں!

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی مبارک تحریک کے بارے میں احباب جماعت پر یہ بات تو ظاہر ہی ہے کہ یہ تحریک صرف تین سال کے لئے تھی۔ اور کہ موجودہ سال آخری سال ہے۔ اور اس میں سے بھی اب صرف تین ماہ باقی ہیں۔ جو دوست تو اس تحریک میں حصہ لیتے ہوئے اپنے وعدوں کو پورے طور پر ادا کر چکے ہیں وہ اپنے فرض کی ادائیگی سے سبکدوش بھی ہو گئے۔ مگر ایسے دوست جن کی موعودہ رقوم میں سے کچھ حصہ تاحال قابلِ ادا ہے انہیں نظارت بیت المال کے اس اعلان سے چوکس ہو جانا چاہیئے کہ میعاد میں اب صرف تین ماہ ہی باقی ہیں۔ انہیں اپنے وعدہ کی رقوم جلد از جلد سو فیصد ادا کر دینے کا پروگرام بنا لینا چاہیئے۔

دفتر بیت المال سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی احباب کی طرف سے اس بابرکت تحریک میں وعدوں کی کل میزان ۳۱۵۷۷ تھی جس میں سے ۲۳۶۵۵ کی اب تک وصولی ہوئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ۷۹۲۲ روپے تاحال قابلِ وصول ہیں۔ یہ اعداد و شمار خود بتا رہے ہیں کہ دوستوں کو کس مستعدی اور عجلت سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ یہ بابرکت تحریک جو تمام تر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ احباب جماعت کی دلی محبت کے اظہار کا ایک حسین پہلو تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے احباب نے بھی نہایت درجہ خلوص کے ساتھ اس میں حصہ لیا۔ اور عقیدت و محبت کی ایک مثال قائم کر دی۔

۱۹۶۵ء میں مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سب سے پہلی تحریک جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت میں جاری فرمائی وہ یہی مبارک تحریک تھی۔ یہ تحریک درحقیقت ہر مخلص احمدی مبائع کے اپنے دل کی آواز تھی۔ اس تحریک کے منصۂ شہود پر آ جانے سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنے والے ہر شخص کو اس امر کا اطمینان ملا کہ تبلیغ و اشاعت دین کا جو شاندار عالمگیر مشغلہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو عمر بھر محبوب رہا اسے مستقل بنیادوں پر دنیا کے کونے کونے میں جاری رکھا جاسکے گا۔ ایک معین منصوبہ اور پروگرام اس فاؤنڈیشن کے ذریعہ عمل میں لایا جانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس تحریک میں ایسی برکت ڈالی اور احباب جماعت کو اپنے محبوب امام ہمام کی آواز پر ایسے مخلصانہ لبیک کہنے کی توفیق ملی کہ ۲۵ لاکھ کے ابتدائی نشانہ کے مقابلہ پر گذشتہ سال کے ماہ جولائی میں حضور انور کے پاس پہنچنے والے احباب جماعت کے وعدوں کی کل میزان ساڑھے سینتیس لاکھ روپیہ کی ہو چکی تھی۔ یہ سب احباب جماعت کے اس خلوص اور محبت کا عملی ثبوت ہے جو ہر دو مبارک ہستیوں کے ساتھ وہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس میں اور برکت ڈالے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۸ء میں احباب جماعت کو خطاب فرماتے ہوئے واضح فرمایا:۔

”جن دوستوں نے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے وعدے کئے ہوئے ہیں اُن کو بھی مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ تیسرا سال شروع ہو گیا ہے (اور اب تو اس کے بھی صرف تین ماہ باقی ہیں۔ ایڈیٹر بدر) اور اس تحریک میں چوتھا سال نہیں ہوگا۔ یعنی جب تین سال ختم ہو جائیں گے تو اس کے کھاتے بند کر دیئے جائیں گے۔ یہ اعلان میں آج موجودہ حالات کے مطابق بڑی سوچ کے بعد کر رہا ہوں۔ مَیں چوتھے سال کی اجازت نہیں دینا چاہتا۔ تیسرے سال میں سارے وعدوں کی ادائیگی ہو جانی چاہیئے۔“

آگے چل کر حضور نے خصوصیت سے بیرونی ممالک کے احباب جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

”خصوصاً غیر ممالک میں جو ہمارے مبلغ اور عہدیدار (مقامی جماعت کے) ہیں ان کو بار بار جماعت کے سامنے یہ بات لانی چاہیئے کہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے اس تیسرے اور آخری سال میں اپنے وعدوں کو پورا کرے۔ بیرونی ممالک کی جماعتوں نے اس مد میں جو چندے دیئے وہ اُنہی ممالک میں ہی ہیں اس لئے کہ بہت سے ممالک ایسے ہیں جو اپنے ملک کا روپیہ دوسرے ملک میں جانے نہیں دیتے اسلئے بہرحال وہ روپیہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے کسی منصوبہ کے ماتحت اُن ملکوں میں ہی خرچ ہوگا۔ اشاعتِ اسلام کے لئے۔ قرآن کریم کے تراجم کے لئے وغیرہ وغیرہ بہت سے کام کرنے والے ہیں۔“

اِس وضاحت کے بعد ہندوستانی احباب جماعت کا فرض ہے کہ جس دوست نے اس تحریک میں تاحال حصہ لینے کا شرف حاصل نہیں کیا وہ بھی جلد توجہ فرمائیں تا وقت گذر جانے پر وہ اس سے محروم نہ رہ جائیں۔ اور جن دوستوں نے وعدے تو کئے ہیں مگر ادائیگی مکمل نہیں ہوئی وہ باقی ماندہ تین ماہ میں ادائیگی کا اہتمام کریں۔ دیکھئے! ہر دن جو گذرنے والا ہے وہ اس تین ماہی میعاد کے عرصہ کو کم کرتا چلا جائے گا۔ اسلئے قبل اس کے کہ یہ وقت گذر جائے مخلصین کو اپنے وعدوں کے ایفا کی طرف زیادہ توجہ مبذول فرمانی چاہیئے۔ اصل بات توجہ اور بات کی اہمیت کا احساس کرنے کی ہے۔ ہمیں احباب کے اخلاص اور قربانی سے پوری توقع ہے کہ ہر وعدہ کرنے والا مخلص خود بھی اور جماعت کے عہدیداران بھی خاص توجہ دے کر میعاد کے اندر اندر سب کام بطریقِ احسن مکمل کر لیں گے۔ وباللہ التوفیق۔

دورہ انسپکٹر تحریکِ جدید

مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریکِ جدید کا دورہ اڑیسہ ملتوی کرنا پڑا تھا۔ اور بعض دیگر مقامات پر زیادہ وقت صرف ہونے کی وجہ سے وہ صوبہ بہار کا دورہ بھی نہیں کر سکے۔ ان شاء اللہ جلسہ سالانہ کیرنگ (ماہ ہجرت۔ مئی) سے اڑیسہ کا دورہ شروع کر کے بہار کا دورہ بھی مکمل کر جائیں گے۔

(وکیل المال تحریکِ جدید قادیان)

ملک صلاح الدین ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے لاما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان!
مورخہ ۳ شہادت ۱۳۴۸ ہش

عالمگیر بےچینی اور اس کے اسباب

(۲)

دُنیا میں پھیلی ہوئی عالمگیر بےچینی کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد معاصر الجمعیۃ دہلی نے اپنے مقالہ میں بیان کیا تھا کہ — "کتاب الٰہی نے جو کہا تھا کہ خشکی اور تری میں فساد ہی فساد ہے آج کی دنیا پر صادق آرہا ہے"۔ یہ بالکل بجا اور حقائق پر مبنی بات تھی۔ معاصر کا جس آیت کریمہ کی طرف اشارہ تھا اس پر قدرے تفصیل سے گفتگو کرتے ہوئے معاصر کے خیال کے ساتھ ہم اس بات کا اضافہ کر چکے ہیں کہ دُنیا کی اس پُرفساد حالت کی وجہ کتاب الٰہی میں بما کسبت ایدی الناس بیان کی گئی ہے۔ کہ یہ ساری صورتِ حال لوگوں کے اپنے ہی بُرے عملوں کا نتیجہ ہے۔

اگرچہ بما کسبت ایدی الناس کے قرآنی الفاظ بڑے وسیع مطالب پر مشتمل ہیں جن کی اس جگہ گنجائش نہیں، تاہم اگر دُنیا کی موجودہ بگڑی ہوئی حالت پر کسی قدر گہری نظر ڈالی جائے تو قرآن کریم میں ہی ایک دوسرے مقام پر سورۃ التکاثر میں اس کی بحث کا ایک اہم سرا مل جاتا ہے۔

اگر تھوڑی دیر کے لئے آپ دُنیا کے مختلف حصوں میں بسنے والے اُن بے چین افراد کی بیقراری اور اضطراب کا مطالعہ کریں تو مختلف طبقات میں بٹے ہوئے ان لاکھوں کروڑوں افراد کی قدرِ مشترک ایک ہی پائیں گے۔ اور وہ ہے سب کا اپنے فرائضِ منصبی سے غافل ہوکر شب و روز حقوق کے مطالبہ پر زور دیتے چلے جانا۔ اس وقت خود غرضی نے انسان کو اس قدر اندھا کر دیا ہے کہ وہ فرائضِ منصبی جن کی بجا آوری کے نتیجہ میں حقوق مترتب ہوتے ہیں اُن کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ مگر حق طلبی پر برابر زور دیا جاتا ہے۔ ہر شخص پر اس بات کی دُھن سوار ہے کہ فلاں فلاں بات کا اُسے حق حاصل ہے یہ حق ہر قیمت پر مل جانا چاہیئے۔ جب تک اس کا یہ موہوم حق مل نہیں جاتا اس کی بےچینی اور اضطراب قائم ہے۔ بلکہ جوں جوں ایسا "حق" ملنے میں تاخیر ہوتی ہے اُس کی بےچینی اور بیقراری بڑھتی چلی جاتی ہے۔

پھر زیادہ قابلِ افسوس بات تو یہ ہے کہ ان حقوق کی کوئی حد بست ہی نہیں کیونکہ انسان کی ضروریات اور تمنائیں بڑھتی جاتی ہیں اور بگڑا ہوا مزاج اس کو اپنا حق سمجھنے لگتا ہے پھر مطالبہ پر مطالبہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح حق طلبی کا ایک غیر متناہی چکر چل پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب یہ صورت وبائی رنگ میں ہر طبقہ کے لوگوں میں پیدا ہو جائے تو سب کا بےچین اور مضطرب رہنا لازمی امر ہے۔

قرآن کریم نے سورۃ تکاثر میں موجودہ زمانے کے بگڑے انسانوں کو اس بد راہی پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے — "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ....." یعنی تمہیں تکاثر نے غافل بنا دیا یہاں تک کہ تم مر کر قبروں میں پہنچ گئے۔ اگر ہم مذکورۃ الصدر حقوق مانگنے کی دوڑ اور فرائض سے غفلت کی بات کو ملحوظ رکھ کر ان آیات پر غور کریں تو ارشادِ خداوندی کا مفہوم اس طرح بنے گا کہ اے بےچین لوگو! تمہاری بےچینی اور بے اطمینانی کی وجہ یہ ہے کہ تمہیں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حقوق کے مطالبہ نے فرائضِ منصبی کی ادائیگی سے غافل اور بے پرواہ بنا دیا ہے۔ اس اُلٹی چال کے سبب تم بےچینی کے بڑے چکر میں پھنس چکے ہو۔ جب تک تم اس توازن کو قائم کرنے کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے جو حقوق و فرائض کے سلسلہ میں لازم آتا ہے اس وقت تک اس بے اطمینانی کی صورت سے تمہارا چھٹکارا پانا ممکن نہیں۔

اسلام کی جامع، پُرامن اور اطمینان بخش تعلیم میں حقوق و فرائض کا جو بہتر توازن پیش کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر طبقہ کے افراد اپنے فرائضِ منصبی کی طرف اپنی کامل توجہ مرکوز رکھیں۔ انہیں اپنے لئے حق مانگنے کی ضرورت ہی نہیں۔ دُنیا کا سارا نظام احتیاج پر چل رہا ہے۔ ہر شخص کسی نہ کسی پہلو سے دوسرے کا محتاج ہے۔ اپنی ضرورت اور حاجت کو دیکھ کر اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے دائرہ کار کے واجبات کی ادائیگی میں سُستی نہ کرے۔ تا ایسا ہو کہ نتیجۃً اس کی اپنی جائز ضرورت بھی متاثر نہ ہو۔ جب ایک افسر اپنے فرائض سو فیصدی ادا کرتا ہے تو اس کے ماتحتوں کے جملہ حقوق کی نگہداشت اُسی کے فرائض میں آجاتی ہے۔ تب ماتحتوں کو نہ مطالبات کرنے کی ضرورت رہتی ہے اور نہ ہی ایجی ٹیشن کی راہ اختیار کرنے کی۔ پھر بےچینی اور بے اطمینانی کیسی — ؟

سورۃ تکاثر میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ دُنیا میں بےچینی اور اضطراب کی صورت اسی لئے پیدا ہوگئی ہے کہ وہ ذمہ داریاں جن کی ادائیگی تم پر بطور فرض و واجب کے تھیں تم اُن سے غفلت برتتے ہو۔ اُن سے پہلو تہی کرتے ہو۔ پھر کیوں نہ دنیا کا اضطراب بڑھے اور بےچینی کی صورت پیدا ہو۔ کسی ایک طبقہ کی فرضِ منصبی سے غفلت دوسرے طبقہ کی حق تلفی کا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔

اور یہی حق تلفی دوسرے کو بےچین کرکے مطالبات پر مجبور کرتی ہے۔ تب مطالبات کا سلسلہ اس قدر طول پکڑتا ہے کہ انسانوں کی عمریں بیت جاتی ہیں مگر مطالبات پورے نہیں ہو پاتے کیونکہ خواہشات اور تمناؤں کی کوئی بھی حد بست نہیں۔

اگر ہم آج سے ۱۴ سو سال پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو صدرِ اسلام میں صحابہ کرامؓ کے اندر اس طرح کا تکاثر قطعاً موجود نہ تھا۔ اس لئے اُن میں پریشانی اور بے اطمینانی کا یہ عالم نہ تھا۔ تکاثر کی جگہ اُن میں مسابقت پائی جاتی تھی۔ اُن کا نصب العین استبقوا الخیرات تھا جس کا مطلب ہے ایثار و قربانی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا۔ دوسرے کی خدمت کرکے قلبی مسرت حاصل کرنا۔ مگر اس زمانے میں بات ہی اُلٹی ہے۔ ایصالِ خیر سے زیادہ جلبِ منفعت کو ترجیح دی جانے لگی ہے۔ اور آج تمام دنیا اس تلخ حقیقت کے رنگ میں مشاہدہ کر رہی ہے۔ ایصالِ خیر کا طریق دوسرے کے دل کو جیت لینے کا ذریعہ ہے۔ اور جلبِ منفعت بغض و عداوت کا پھل لاتا ہے۔ یہی وہ کیفیت ہے جس کو قرآنی الفاظ میں ثُمَّ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ سے یاد کیا گیا ہے۔ جو حقوق کے مطالبات منوانے کے لئے دِلوں میں بھڑکنے والے دوزخ کا نقشہ پیش کر رہی ہے۔

حقوق طلبی میں تکاثر کے ساتھ اگر مال و دولت میں تکاثر بھی ملحوظ رکھ لیا جائے تو یہ امر بھی موجودہ دُنیا کی بےچینی کا سبب بنا ہُوا ہے۔ یہ بھی ایک دوڑ ہے جس میں ہر شخص دُوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش میں ہے۔ اور چونکہ قناعت دِلوں سے مفقود ہو چکی ہے اور خوفِ خدا اور خوفِ عقاب سے دُنیا کے دِل خالی ہو چکے ہیں، اِس لئے اعمال پر کسی طرح کی کوئی روک نہیں۔ خواہشاتِ نفسانی کو ہر جائز و ناجائز طریق سے پُورا کرنا مقصدِ حیات بنا رکھا ہے اِس لئے نہ اُن کی حد بست ہے اور نہ اِنسان کو چین ہی نصیب ہے۔ اِس لئے جب تک اِنسان کسی بالا ہستی کا خوف اپنے دِل میں نہیں پاتا اور روزِ حساب سے ڈرتا نہیں اُس کے اعمال میں درست روی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اُس کے دِل کو سکون اور اِطمینان نصیب ہو سکتا ہے ؎

چھوڑتے ہیں دیں کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار
سُود کریں وعظ و نصیحت کون سُننے کو ہے

قوّتِ ایمانی!

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

"مَیں پھر صحابہؓ کی حالت کو نظیر کے طور پر پیش کرکے کہتا ہوں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر اپنی عملی حالت میں دکھایا کہ وہ خدا جو غیب الغیب ہستی ہے اور جو باطل پرست، مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ اور نہاں ہے انہوں نے اپنی آنکھ سے ہاں آنکھ سے دیکھ لیا ہے۔ ورنہ بتاؤ تو سہی کہ وہ کیا بات تھی جس نے اُن کو ذرا بھی پرواہ نہیں ہونے دی۔ کہ قوم چھوڑ دی، ملک چھوڑا، جائیدادیں چھوڑیں، احباب اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا۔ وہ صرف خدا ہی پر بھروسہ تھا۔ اور ایک خدا پر بھروسہ کرکے انہوں نے وہ کرکے دکھا دیا کہ اگر تاریخ کی ورق گردانی کریں تو انسان حیرت اور تعجب سے بھر جاتا ہے ایمان تھا اور صرف ایمان تھا۔ اور کچھ نہ تھا۔ ورنہ بالمقابل دنیا داروں کے منصوبے اور تدبیریں اور پوری کوششیں اور سرگرمیاں تھیں۔ پر وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ ان کی تعداد، جماعت، دولت سب کچھ زیادہ تھا۔ مگر ایمان نہ تھا۔ اور صرف ایمان ہی کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔ اور کامیابی کی صورت نہ دیکھ سکے مگر صحابہؓ نے ایمانی قوت سے سب کو جیت لیا۔ انہوں نے جب ایک شخص کی آواز سُنی جس نے باوجودیکہ اُمّی ہونے کی حالت میں پرورش پائی تھی مگر اپنے صدق اور امانت اور راستبازی میں شہرت یافتہ تھا جب اُس نے کہا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں، یہ سُنتے ہی ساتھ ہو گئے۔ اور پھر دیوانوں کی طرح اُس کے پیچھے چلے۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ وہ صرف ایک ہی بات تھی جس نے اُن کو یہ حالت بنا دی۔ اور وہ ایمان تھا۔ یاد رکھو! خدا پر ایمان بڑی چیز ہے۔"

(الحکم مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۱ء)

خطبہ جمعہ

رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ (البقرۃ آیت ۲۵۱)

دنیا کے موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ ہم دیگر دعاؤں کیساتھ یہ دعا بھی کثرت کیساتھ پڑھیں

خلوص نیت سے کی گئی دعاؤں کے نتیجہ میں ہی اللہ تعالیٰ ہمیں غلبۂ اسلام کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائیگا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴ تبلیغ ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۴ فروری ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اسلام کی قوت کم کرنے اور

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

کے مٹانے کے لئے دنیا میں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طریقوں سے بھی منصوبے ہو رہے ہیں اور سازشیں کی جا رہی ہیں۔ اور ان تمام منصوبوں اور ان تمام سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کو قائم کیا گیا ہے۔ جب ہم اپنے نفسوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو خود کو بے کس اور کمزور پاتے ہیں۔ ہم سوائے توکل کے کوئی پناہ نہیں پاتے۔ سوائے دعا کے کوئی چارہ نہیں دیکھتے۔ سوائے عاجزانہ راہوں کے اختیار کرنے کے نجات کی کوئی راہ نہیں پاتے۔ اسی لئے گزشتہ سال میں نے

جماعت میں یہ تحریک کی تھی

کہ دوست کثرت سے سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کا ورد کریں اور میں نے جماعت سے کہا تھا کہ جو دوست بڑی عمر کے ہیں۔ یعنی جن کی عمر ۲۵ سال سے اوپر ہے وہ ہر روز کم از کم دو سو بار یہ دعا پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس کی تسبیح بیان کریں اور جن کی عمر ۱۵ سے ۲۵ سال تک ہے وہ یہ دعا سو بار ورد کریں اور جن کی عمر ۷ سال سے ۱۵ سال تک ہے وہ یہ دعائیں ۳۳ بار پڑھیں۔ اور جن کی عمر ۷ سال سے کم ہے، وہ چھوٹے بچے بھی جو الفاظ اٹھانے لگتے ہیں جنہوں نے بولنا شروع کیا ہوتا ہے ان سے بھی ان کی مائیں یا ان کے والدین یا ان کے مربی یہ دعا کم از کم ۳ بار پڑھوا دیا کریں

میں نے یہ تحریک مارچ کے وسط میں کی تھی اور مارچ کے آخر میں کسی وقت محرم شروع ہوا تھا۔ میں نے تحریک کی تھی کہ یکم محرم سے ایک سال تک کے لئے دوست یہ دعا کرتے رہیں۔ اس کے بعد میں نے جون میں احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ

ہمارے ذمہ جو کام ہے

وہ بڑا سخت ہے۔ وہ بڑا مشکل ہے۔ ہم کمزور ہیں۔ اسلام کا مخالف ظاہری اور مادی اور دنیوی لحاظ سے ہر قسم کی طاقتیں رکھنے والا ہے اور اس کے پاس تمام اسباب موجود ہیں۔ ظاہر پر نگاہ ڈالیں تو ہم مقابلہ کرنے کے قابل نہیں لیکن ہمیں اپنی قوتوں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اپنی بشری کمزوریوں سے ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہم اپنی بشری کمزوریوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے خود کو محروم کر دیں اور اس طرح اسلام کی فتح کا دن قریب لانے کی بجائے ہماری سستیاں اسے دور لے جائیں۔ اس لئے بڑی عمر کے احباب جماعت جو ۲۵ سال سے زائد عمر کے ہیں وہ سو بار استغفار پڑھا کریں۔ اور ان میں سے جو چھوٹی عمر کے ہیں ۱۵ سے ۲۵ سال کی عمر کے ۳۳ بار اور ۱۵ سے کم عمر والے ۱۱ بار استغفار پڑھا کریں اس کے بعد میں نے جماعت کو کم از کم تعداد مقرر کئے بغیر یہ تحریک کی تھی کہ

یہ دعا کثرت سے پڑھیں

رَبِّ كُلُّ شَيۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنَا وَانۡصُرۡنَا وَارۡحَمۡنَا

میں آج ایک تو یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ سال ختم ہونے والا ہے دوست دعائیں چھوڑیں نہ! بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں جو حالات رونما ہو رہے ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان دعاؤں کو کم کرنے کی بجائے اور بھی زیادہ کریں۔ کم سے کم کی تعداد تو میں وہی رکھنا چاہتا ہوں بڑھانا نہیں چاہتا لیکن خدا تعالیٰ جن لوگوں کو ہمت اور توفیق دے اور جن کے دلوں میں اسلام کی محبت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شعلہ پہلے سے زیادہ شدت سے بھڑک رہا ہو وہ پہلے سے زیادہ کثرت کے ساتھ حمد اور تسبیح اور درود کا ورد کیا کریں

اس کے علاوہ میں آج

ایک نئی دعا بھی ان دعاؤں میں شامل کرنا چاہتا ہوں

دوست اس دعا کو بھی کثرت کے ساتھ پڑھیں اور وہ دعا یہ ہے

رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ

(البقرہ ۲ : ۲۵۱)

یہ دعا قرآن میں روایتاً ہی بیان ہوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہی انبیاء کو دعائیں سکھاتا رہا ہے اور جب ان کو قرآن کریم میں دوہرایا گیا ہے تو اسی غرض سے دوہرایا گیا ہے کہ ایک مسلمان بھی ان دعاؤں کی طرف متوجہ ہو اور ان کے ذریعہ سے

اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت

کو حاصل کرنے کی کوشش کرے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دعا میں یہ سکھایا ہے کہ یہ دعا کیا کرو کہ اے خدا! ہمیں کمال صبر عطا کر اور ہمیں ثباتِ قدم بخش۔ پاؤں میں کبھی لغزش نہ آئے۔ اور وہ جو تیرے اور تیرے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر اور مخالف اور تیری توحید کے خلاف اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف منصوبے باندھنے والے اور سازشیں کرنے والے ہیں ان کے مقابلہ میں خود ہماری مدد کو آ تاکہ تیری توحید قائم ہو اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت کو انسان کا دل تسلیم کرنے لگے اور وہ آپ کی برکات اور فیوض سے حصہ لے

اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا

اَفۡرِغۡ کے اصل معنے

منظوم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مُناجات

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سُن میں ہو گیا زار و نزار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار

تو یہ ہیں کہ جب کنوئیں سے ڈول میں پانی نکالا جائے تو اس کو اس طرح انڈیلا جائے کہ وہ خالی ہو جائے یعنی پورے کا پورا پانی ڈال دیا جائے۔ پس اس ڈول کو خالی کر دینے کو انراغ کہتے ہیں۔ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کے یہ معنی ہوں گے کہ ہمیں صبر کا کمال عطا کر۔ ہم پر سارے کا سارا صبر نازل کر

قرآنی محاورہ میں صبر کے بہت سے معانی ہیں۔ صبر کے ایک معنی یہ ہیں کہ اپنے نفس کو سختی کے ساتھ احکام شریعت کا پابند بنایا جائے اور ہوائے نفس اور نفسانی خواہشات کے خلاف کمال مجاہدہ کیا جائے۔ یعنی اوامر کی اتباع اور پیروی اور تعمیل احکام۔ اور جو نواہی ہیں ان سے پورے طور پر بچنا اور اپنے نفس کے خلاف مجاہدہ کرنا، کہ وہ کہیں ہوائے نفس کا شکار نہ بن جائے اور یہ سب کچھ رضائے الٰہی کی خاطر کرنا۔

تو دعا یہ ہے کہ اے خدا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا

ہمیں اس رنگ میں کمال صبر عطا کر

کہ ہم تیری شریعت کے کامل اور سچے متبع بن جائیں اور وہ راہیں جو تیری ناراضگی کی طرف لے جانے والی ہیں ان راہوں کو اپنے نفس پر کلی طور پر مسدود کر لیں۔ ہوائے نفس کا شکار نہ بنیں۔ اور یہ اس لئے نہ کریں کہ ہمیں دنیا کے اموال ملیں اور ہمارے دل میں اس دنیا کی لذتوں کی جو خواہش ہے وہ پوری ہو۔ بلکہ یہ اس لئے کریں کہ ہمیں تیری رضا مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کی یہ دعا کرتے رہا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ اوامر پر کاربند رہو اور نواہی سے بچتے رہو۔ کہ عمل کی توفیق اسی وقت ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور دعا سے اسے حاصل کرنا چاہیئے۔

صبر کے ایک معنے

یہ ہمیں اگر اس پہلے معانی کو دو کہہ دیں یعنی شریعت کے احکام کی پابندی۔ اور نواہی سے بچنا تو) اس کے تیسرے یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مصائب آئیں ان سے انسان گھبرائے نہیں۔ بلکہ انہیں بشاشت کے ساتھ برداشت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تم میری شریعت پر عمل کرو گے اور شر سے بچو گے جب تم میری بتائی ہوئی تعلیم کی دنیا میں اشاعت کرو گے۔ جب وہ دنیا جو نفس پرستی اور عیش پرستی میں محو ہے ان کو ان کی برائیوں سے روکو گے تو یقیناً وہ تمہارے خلاف ہر قسم کے منصوبے کریں گے۔ سازشیں کریں گے ان کے شر سے بچنے کے لئے مجھ سے دعا کرو۔ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کہ اے ہمارے رب! ہم تیرے منہ کی خاطر تیرے حکم پر کاربند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور تیری ناراضگی کے خوف سے، تیری بتائی ہوئی نواہی سے بچتے ہیں لیکن ہمیں یہ اندھی دنیا ستانے لگ جاتی ہے۔ یہ نہیں چاہتی کہ تیرا بول بالا ہو۔ تیری شریعت قائم ہو۔ یہ اندھی دنیا نہیں چاہتی کہ اسلام کی جو برکتیں ہیں وہ انہیں ملیں کیونکہ اس طرح انہیں دنیا کی مسرتیں اور لذتیں اور عیش چھوڑنے پڑتے ہیں۔ ہم تجھ سے یہ التجا کرتے ہیں کہ اگر اس راہ میں مصائب آئیں جو کہ الٰہی جماعتوں پر آیا کرتے ہیں تو پھر اپنے فضل سے ہمیں یہ توفیق دینا کہ ہم ان مصائب کے مقابلہ میں صبر سے کام لیں اور ہمارے دل گھبرا نہ جائیں اور ہم ان مصائب کے وقت ایسا نمونہ دکھائیں کہ دنیا پر اس کا اچھا اثر ہو۔ اور دنیا یہ سمجھنے لگے کہ جب خدا کے لئے کمزور بندے ہر قسم کے مصائب کو برداشت کر رہے ہیں تو

ضرور کوئی بات ہے

ان کی توجہ اس طرف پھرے کہ یہ ظاہری قوت اور طاقتوں سے خالی ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیچھے کوئی ایسی قوت اور طاقت ہے جس قوت اور طاقت کا مقابلہ انسان نہیں کر سکتا۔

پس صبر کے ایک معنے ہیں دشمن کے منصوبوں اور سازشوں کا حوصلے اور جرأت کے ساتھ مقابلہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ دعا کرتے رہا کرو کہ اے ہمارے رب!

اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا

جو منصوبے اسلام کے خلاف باندھے جائیں جو سازشیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کی جائیں تو ہمیں حوصلہ اور جرأت عطا کر کہ ہم ان کا مقابلہ کریں اور انہیں تیرے فضل سے ناکام بنا دیں

پھر

صبر کے چوتھے معنے

اس امتحان کے ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا لیتا ہے کیونکہ قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے یہ بیان ہوا ہے کہ صرف ایمان کا اقرار اور دعوے یا اعلان جو ہے وہ تمہارے کام نہیں آئے گا۔ تمہارے ایمان کی صداقت کو پرکھنے کے لئے تمہارا امتحان لیا جائے گا۔ اور وہ امتحان مختلف طریقوں سے ہوگا۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حوادث زمانہ کی شکل میں امتحان کا پرچہ ڈالے گا۔ بچے فوت ہو جائیں گے۔ حوادث آئیں گے۔ نصلیں تباہ ہو جائیں گی۔ تجارتوں میں گھاٹے پڑیں گے۔ لوگ طعنے دیں گے کہ مسلمان ہو گئے، احمدی ہو گئے۔ دیکھو! تمہیں کتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو خالی دعوے کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لے گا اور تمہیں حوادث زمانہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس وقت پورے صبر سے ان حوادث کو برداشت کرنا تمہارا کام ہے تمہارا سینہ ایسے حوادث کے وقت تنگ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ تمہارے سینہ میں ایک بشاشت پیدا ہونی چاہیئے کہ خدا نے میرا امتحان لیا اور خدا نے اپنے فضل سے مجھے توفیق دی کہ میں اس کے اس امتحان میں کامیاب ہو جاؤں۔ فالحمد للہ

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دعا کرتے رہو اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔ کہ اے ہمارے رب! تو جب بھی ہمارا امتحان لینا چاہے ساتھ ہمیں اس کی توفیق بھی دے کہ ہم تیرے ان امتحانوں میں کامیاب بھی ہوں اور ہمارے تغیر اعمال میں ان کا نتیجہ تیری خوشنودی اور رضا کی شکل میں نکلے۔

صبر کے پانچویں معنے ہیں

زبان پر قابو رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دعا کرتے رہو اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کہ اے خدا! ہمیں اس بات کی قوت بخش کہ ہم اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھیں اور اسلام کی اشاعت میں اور اسلام کے حق میں جو جد و جہد کی جائے اس کے وہ پہلو جو اخفاء میں رکھے جانے چاہئیں ہم انہیں اخفاء میں رکھیں ان کو ظاہر نہ کریں اور تو نے ہماری زبان پر جو پابندیاں لگائی ہیں ہم صبر کے ساتھ ان پابندیوں کو اٹھانے والے ہوں۔

صبر کے چھٹے معنے ہیں

برداشت کے ساتھ انتظار کرنا۔ بے صبری نہ دکھانا۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دعا کرتے رہا کرو کہ

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا

اے ہمارے رب! ہمیں کمال صبر عطا کر۔ تو نے ہم سے بہت وعدے کئے ہیں جو اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے نفس جلدی کی خواہش کریں اور وہ یقین جو ایک مومن کے دل میں اپنے رب کے وعدوں پر ہونا چاہیئے وہ یقین قائم نہ رہے اور ہم بے صبری دکھائیں اور بے صبری کے نتیجہ میں ایسے بول بول دیں یا ایسے اعمال کر لیں جو تجھے ناراض کر دیں اور ہم تیری بشارتوں سے محروم ہو جائیں۔ پھر تو کوئی اور قوم یا کوئی اور نسل پیدا کرے جو تیرے وعدوں کی حامل ہو جن کے حق میں تیری بشارتیں پوری ہوں۔ اے خدا ایسا نہ ہو بلکہ ہمیں صبر کے ساتھ انتظار کرنے کی توفیق عطا کر اور ہمیں اس میں بھی کمال بخش تا ہم بے صبری کی معفرات سے بچنے والے ہوں اور صبر کے ساتھ تیرے وعدوں کا انتظار کرنے والے ہوں کیونکہ تو اپنے وعدوں کا سچا ہے تو نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کیا کہ اسلام کو تمام دنیا پر غالب کرے گا۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت سب انسانوں کے دلوں میں بٹھائے گا۔ اس آسمانی فیصلے کا اس دنیا میں اجراء تو ضرور ہوگا لیکن اپنے وقت پر ہوگا۔ اس کے لئے ہمارے امتحان لئے جائیں گے۔ اس کے لئے ہم سے مجاہدے طلب کئے جائیں گے۔ اس کے لئے ہمیں مصائب میں سے گزرنا پڑے گا۔ اس کے لئے ہمیں ان منصوبوں اور سازشوں کے خلاف تدابیر کرنی پڑیں گی۔ جو اسلام اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف کی جا رہی ہیں۔ اے خدا! تو ہمیں ہر حالت میں اور ہر معنے میں صبر کی توفیق عطا کر

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا
وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

صبر کے جو مختلف معنی معفرات ردیف میں بیان ہوئے ہیں وہ دراصل

مختلف آیات قرآنی کی تفسیر

ہی ہیں اور جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو ان معانی کو خود قرآن کریم میں پاتے ہیں جیسا کہ سورۂ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاتَّبِعْ مَا يُوحٰى اِلَيْكَ وَ
اصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَ
هُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ

(یونس ۱۰: ۱۱۰)

اس میں پہلے معنے جو شریعت کے احکام پر سختی سے کاربند رہنے کے ہیں اس کی طرف اشارہ ہے کہ جو وحی تمہاری طرف کی گئی ہے قرآن کریم کی شریعت نے جو احکام تمہارے سامنے رکھے ہیں ان کی اتباع کرو۔ "وَاصْبِرْ" اور پورے مجاہدے کے ساتھ، پورے زور کے ساتھ اپنے نفسوں کو احکام شریعت کا جو دائرہ

ہے۔ اس کے اندر باندھے رکھو اور قید رکھو
بے قیدی کی زندگی نہ گزارو۔ یعنی اتباع
وحی محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں صبر سے
کام لو۔ یعنی پورے طور پر اپنے نفسوں
پر زور دے کر شریعت کی پابندی کرو۔
اور شریعت کا جوا اپنی گردن پر رکھو۔ اور
بے قید زندگی گزارنے کی کوشش نہ کرو۔

وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ

اور اس میں چھٹے معنے بھی آجاتے ہیں جو
ہم نے ابھی بیان کئے ہیں کہ تم صبر کے
ساتھ انتظار کرو۔ ہوگا وہی جو خدا نے
چاہا اور پسند کیا۔ ہوگا وہی جس کا اللہ
نے فیصلہ کر دیا ہے۔ لیکن ہوگا وہ اپنے
وقت پر۔ اس واسطے بے صبری نہ دکھاؤ
صبر سے کام لو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
فیصلہ کرے

"وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ"

اور بہترین فیصلہ وہی کیا کرتا ہے۔ دنیا
فیصلے کرتی ہے اور اس کے فیصلے ٹوٹ
جاتے ہیں۔ دنیا کامیابیوں کی خواہش رکھتی
اور ناکامیوں اور نامرادیوں کا منہ دیکھتی ہے
لیکن

اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا فیصلہ کر دیتا ہے

تو وہ خیر الحاکمین جو فیصلہ کرتا ہے
وہی ہوتا ہے۔ لیکن ہونا اس وقت ہے
جو اس فیصلے کے ہونے کے لئے مقدر
ہو۔ تمہیں بشارتیں دی گئی ہیں۔ اپنے
وقت پر پوری ہوں گی۔ لیکن تمہیں صبر
سے انتظار کرنا پڑے گا۔ تمہیں صبر کے
ساتھ امتحانات میں سے گزرنا پڑے گا۔
مصائب کو برداشت کرنا پڑے گا۔ مخالف
کے منصوبوں اور سازشوں کا مقابلہ کرنا
پڑے گا۔ ہوائے نفس سے بچنا پڑے گا
نفس کو مارنا پڑے گا۔ خدا کے لئے موت
کو اختیار کرنا پڑے گا تا تمہیں ایک نئی
زندگی ملے۔ اور احکام شریعت پر سختی
کے ساتھ پابند رہنا پڑے گا۔ یہ کرنا پڑے
گا، اگر تم نے ان بشارتوں کا وارث
اور حامل بننا ہے تو

وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ

صبر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
کا فیصلہ ہو جائے اور فیصلے کا اجراء
ہو جائے۔ اور وہ خیر الحاکمین
ہے۔ اس کے فیصلوں کے وقت کی تعیین
وہی جانتا ہے اور اس کے فیصلے حق و
حکمت سے پر ہوتے ہیں اور معجزوں سے
معمور ہوتے ہیں

صبر کے ایک معنے مصائب کو خدا
کی راہ میں برداشت کرنا اور ان پر گھبراہٹ
ظاہر نہ کرنا ہے۔ اس کے متعلق سورہ
لقمان میں فرمایا

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ
مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (لقمان ۳۱: ۱۸)

کہ تجھے خدا کی راہ میں جو تنگی و ترشی، دکھ
اور مصیبت پہنچے اس پر صبر سے کام لے
اور یقیناً یہ بات ہمت والے کاموں میں
سے ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو
ہی پسند کرتا ہے جن کے اندر ایک عزم
ہوتا ہے جن کے اندر یہ یقین ہوتا ہے کہ
میں خدا کے لئے اپنی زندگی گزار رہا ہوں
اور جو شخص خدا کے لئے اپنی زندگی کو گزارتا
ہے وہ ناکام اور نامراد نہیں ہوا کرتا بلکہ
اللہ تعالیٰ کی بشارتیں اس کے حق میں
پوری ہوتی ہیں اور وہی جماعت آخرکار دنیا
میں کامیاب ہوتی ہے جس جماعت کے
متعلق خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہو کہ وہ
اسے کامیاب کرے گا۔

خدا تعالیٰ کا آسمانوں پر یہ فیصلہ ہے

اور زمین پر اس فیصلے کا اجراء ہوگا کہ
اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے۔ اللہ تعالیٰ
نے اپنی حکمت سے اس فیصلے کے اجراء
کے لئے ایک زمانہ مقرر کیا ہے اور اس
فیصلے کے اجراء میں ہمیں شامل کرنے کے
لئے اور ان بشارتوں کا حامل بننے کے
لئے اس نے بہت سی ذمہ داریاں عاید کی
ہیں اور ایک مومن ان ذمہ داریوں کی
ادائیگی سے گھبراتا نہیں۔ وہ سختیوں کو برداشت
کرتا اور مصائب کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈالتا اور آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے
کیونکہ وہ اپنے قادر و توانا رب پر محکم یقین
رکھتا ہے اور ان مصیبتوں کو کچھ چیز نہیں
سمجھتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ وقتی اور
عارضی اور زائل ہونے والی چیزیں ہیں
اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتوں کا جو
وعدہ دیا گیا ہے وہ لازوال نعمتیں ہیں۔
وہ عارضی نعمتیں نہیں ہیں وہ پائدار رضا
اور خوشنودی الٰہی ہے

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ إِنَّ
ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ

میں نے کہا ہے کہ صبر کے ایک معنی یہ ہیں
کہ زبان کو قابو میں رکھا جائے۔ زبان
زیادہ تر اس وقت بے قابو ہوتی ہے جس
وقت ایک دوسری بے قابو زبان انسان
پر اندھا دھند وار کر رہی ہوتی ہے طبیعت
میں ایک جوش اور غصہ پیدا ہوتا ہے اور
زبان سختی کے مقابلہ میں سختی کی طرف
جھک جاتی ہے۔ لیکن ہمارا رب ہمیں
کہتا ہے

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ
(طٰہٰ ۲۰: ۱۳۱)

جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں تمہیں غصہ تو آئے
گا۔ تمہارے نفسوں میں جوش تو پیدا ہوگا
تمہاری زبان بے قابو ہونے کے لئے تڑپ
رہی ہوگی مگر اس زبان پر وہ لگام ڈالے
رکھو جو لگام میں نے تمہیں دی ہے۔ اسے
بے قابو نہ ہونے دو۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ

صبر سے کام لینا۔ کیونکہ جب تم زبان کو قابو
میں رکھو گے تو آسمان سے کئی زبانیں تمہارے
حق میں کھلیں گی اور فرشتے آئیں گے اور
ان دکھوں کا جواب، ان گالیوں کا جواب
ان سختیوں کا جواب فرشتے دیں گے۔ لیکن
اگر تمہاری زبان بے قابو ہو گئی تو پھر تم فرشتوں
کی مدد سے محروم ہو جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ زبان کو قابو میں رکھنے کے لئے
ہم تمہیں ایک تدبیر [illegible]

ہم تمہیں ایک نسخہ دیتے ہیں

جب زبان سختی کے مقابلہ میں سختی کرنا چاہے
تو یہ نسخہ استعمال کرو

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ (طٰہٰ ۲۰: ۱۳۱)

تم اپنی زبان کو اس وقت اپنے رب کی
حمد میں لگا دو۔ اور اس کی تسبیح میں لگا دو
اس آیت کے آخر میں فرمایا

لَعَلَّكَ تَرْضٰى (ایضاً)

یعنی اس وقت اس غرض سے حمد اور تسبیح
شروع کر دو تاکہ تم خدا تعالیٰ کی رضا کو
حاصل کرو۔ پس زبان کو قابو میں رکھنے
اور زبان کی سختیوں اور زبان کے طعنوں اور
زبان کی ایذاء اور زبان کے وار کا مقابلہ
زبان سے نہیں کرنا

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ

دشمن طعنہ دے گا۔ دشمن زبان سے سختی
کرے گا۔ افتراء کرے گا۔ اتہام لگائے
گا۔ سینوں کو چھلنی کر دے گا لیکن تمہاری
زبان ان زبانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے
نہیں بنائی گئی بلکہ تمہارے منہ میں زبان
اس لئے رکھی گئی ہے کہ

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

کہ خدا کی حمد کرتے رہو اور اس کی تسبیح
بیان کرتے رہو۔ پس جب غیر کی زبان،
مخالف کی زبان اسلام پر ناجائز اعتراض
کرکے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے خلاف بیہودہ افتراء باندھ کر
تمہارے دلوں کو دکھائے تو تمہاری زبان
اپنے قابو میں رہے اور اس کو قابو میں
رکھنے کے لئے اس زبان سے خدا کی حمد اور
اس کی تسبیح کے ترانے گانے شروع کر دو
ہمیں بعض دوسری آیات سے بھی پتہ
لگتا ہے کہ

صبر کا حمد اور تسبیح سے بڑا تعلق ہے

جیسا کہ آیہ مذکورہ یعنی

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

میں بھی بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے
اور بعض دوسری آیات میں بھی صبر یا صبر
کی بعض اقسام کا بڑی وضاحت کے ساتھ
حمد اور تسبیح سے تعلق ظاہر کیا گیا ہے۔
اس لئے مجھے خیال آیا کہ جہاں ہم نے تسبیح
اور تحمید کرنی ہے وہاں حصول صبر کے
لئے بھی دعا کریں۔ اس دعا میں بڑی گہرائی
اور بڑی وسعت ہے کہ

"رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ
أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ"

ان آیات میں جو میں نے ابھی دوستوں
کے سامنے رکھی ہیں اللہ تعالیٰ نے صبر
کے مختلف معانی اور اس کی حکمتیں بیان کی
ہیں رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔۔۔ الخ
دعا کے یہ الفاظ سکھائے۔ ہمیں اس طرف
متوجہ کرنے کے لئے اور ہمارے دل میں
ایک تڑپ پیدا کرنے کے لئے کہ ہمیں صبر
کے حصول کے لئے دعا کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ
سورۂ نحل میں فرماتا ہے

وَاصْبِرْ

صبر کرو۔ لیکن اللہ کی توفیق کے بغیر تم صبر
نہیں کر سکوگے

وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ

اللہ کی مدد کے بغیر تم صبر کر نہیں سکتے اس
واسطے جب ہمارے اس حکم کی تعمیل کرنا
چاہو کہ صبر سے کام لو تو تمہارے لئے ضروری
ہے کہ خدا کے حضور جھکو کہ اے خدا! تو
نے ہمیں (ان تمام معانی میں جن کا ذکر میں
نے ابھی کیا ہے) صبر کرنے کا حکم دیا ہے
لیکن ہم کمزور بندے جانتے ہیں اور تو بھی
جانتا ہے کہ اپنے طور پر صبر کرنا ہمارے
لئے ممکن نہیں۔ اس لئے تو ہماری مدد کو آ
وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ کے تقاضا کے
مدنظر اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھا دی کہ
رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔۔۔ الخ
اے ہمارے رب! ہمیں کمال صبر عطا کر
کیونکہ خود ہی دوسری جگہ فرمایا تھا:۔
"وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ"
اللہ کی مدد کے بغیر صبر نہیں ہو سکتا۔ صبر
کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کی مدد کو اگر ہم

اپنے الفاظ میں حاصل کرنے کی کوشش کریں تو الفاظ کے نقص کی وجہ سے شاید اس کو پا نہ سکیں اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی دعا کے ذریعہ صبر کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور چونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں جو دعائیں ہوتی ہیں وہ کامل ہوتی ہیں اس لئے اس کامل دعا کے نتیجہ میں اگر ہم خلوص نیت کے ساتھ اور عاجزی اور تضرع کے ساتھ اس دعا کو کریں۔ اس حقیقت اور ان معانی کو سمجھتے ہوئے جو اس میں بیان کئے گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دعا ہمارے حق میں پوری ہو جائے گی۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خود وہ دعا سکھا دی یہ بتانے کے بعد کہ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ صبر خدا کی مدد کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ کی مدد کیسے حاصل کرنی ہے؟ خدا تعالیٰ کہتا ہے دعا میں تمہیں سکھا دیتا ہوں جو یہ ہے :-

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا

اب اس سے فائدہ اٹھانا تمہارا کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ :-

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

کہ جب خدا کی مدد اور خدا کے فضل سے اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں جو صبر کے حصول کے لئے ہم نے تجھے سکھائی ہے تو صبر کی طاقت پائے تو

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

دشمن کے جو حالات ہیں وہ تجھے اس غم میں نہ ڈالیں کہ کہیں اسلام کو وہ نقصان نہ پہنچا دیں اور جو تدبیریں وہ کرتے ہیں ان کی وجہ سے تو کوئی تکلیف محسوس نہ کرے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میری ہدایت کے مطابق تم صبر کرو گے تو میں تمہارے اس غم کو دور کرنے کے سامان پیدا کر دوں گا کہ کہیں دشمن اپنی مخالفانہ تدابیر میں کامیاب نہ ہو جائے اور تمہیں دل کے اس درد اور دل کے اس احساس سے بھی نجات دے دوں گا کہ

مِمَّا يَمْكُرُوْنَ (النحل ۱۶: ۱۲۸)

ان کی جو سازشیں ہیں ان سے اسلام کو اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو کہیں نقصان نہ پہنچ جائے۔ نہ ان کے مکر کامیاب ہوں گے نہ ان کے منصوبے اپنی مراد کو پہنچیں گے۔ اگر تم میری ہدایت کے مطابق صبر سے کام لوگے اور اس صبر کو دعا کے ذریعہ سے کامل طور پر حاصل کر لوگے تو پھر جو دشمن کے منصوبے اور سازشیں ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گی تمہیں جو خوف اور غم ہے وہ نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ یاد رکھو کہ

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ ۲: ۱۵۴)

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (آل عمران ۳: ۱۴۷)

اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ اور جس کے ساتھ اللہ ہو اور جسے اللہ کا پیار حاصل ہو اس کو دنیا کا کوئی مکر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا (آل عمران ۳: ۱۲۱)

اگر تم صبر سے کام لوگے اور اللہ ہی کو اپنی ڈھال بناؤ گے اور اس کی پناہ میں آجاؤ گے تو دشمن جتنے چاہیں منصوبے کرتے رہیں مکر کرتے رہیں

لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا

پس اس آیت میں بڑا زبردست وعدہ ہے جو ایک مومن کو دیا گیا ہے۔ دشمن جو مرضی تدبیر کریں، مکر کریں، سازش کریں، منصوبہ باندھیں

لَا يَضُرُّكُمْ

وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اگر تم صبر سے کام لوگے، اگر تم حقیقتاً اللہ کی پناہ میں آجاؤ گے تو شیطان اور اس کی ذریت کے وار کبھی تمہارے خلاف کامیاب نہیں ہوں گے۔ پس اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کرو۔ اس کی ہدایت کے مطابق صبر کے شامیانوں کے نیچے خود کو لے آؤ۔

دوسرے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کرو اور

صبر پر دوام کے حصول کیلئے بھی دعا کرو

یعنی یہ بھی دعا کرو کہ تمہیں کمال صبر کی توفیق ملے۔ اور یہ بھی دعا کرو کہ تمہیں صبر پر دوام کی توفیق بھی ملے۔ ہمیشہ ملتی رہے۔ یہ نہیں کہ چند سال تو خدا کے لئے تکالیف برداشت کر لیں اور پھر دل ٹوٹ گیا اور ہمت ہار بیٹھے۔ اور جو کچھ حاصل کیا تھا وہ بھی کھو بیٹھے اور انجام بخیر نہ ہوا۔ اس واسطے ثباتِ قدم کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو۔ اور ثبات قدم خدا کے فضل سے اس کو ملتا ہے جو صبر سے کام لیتا ہے۔

سورۃ محمد میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (محمد ۴۷: ۸)

اے مومنو! اگر تم اللہ کی نصرت کرو گے تو یقیناً تمہیں اس کی مدد حاصل ہو جائے گی۔ اور جب اس کی مدد حاصل ہوگی تو تمہیں ثباتِ قدم بھی مل جائے گا۔ یہاں

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ

کا فقرہ استعمال کیا گیا ہے اور مفردات راغب ہمیں بتاتی ہے کہ جب قرآن کریم نے یہ محاورہ استعمال کیا ہو کہ انسان اگر اللہ کی مدد کرے۔ وہ اللہ جو کہ قادرِ مطلق اور غنی اور بے نیاز ہے اس کو اللہ کی مدد ملتی ہے۔ تو جب یہ محاورہ استعمال کیا گیا ہو کہ جو شخص اللہ کی مدد کرے تو یہ نتیجہ نکلے گا یا وہ نتیجہ نکلے گا تو اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کا محتاج ہے بلکہ

اس کے معنے ہوتے ہیں

اوّل یہ کہ اس کے بندے کی مدد کرے
دوسرے یہ کہ اس کے دین کی مدد کرے
تیسرے یہ کہ اپنی مدد کرے۔ اللہ کی قائم کردہ حدود کی حفاظت کرنے سے۔ اپنی مدد کرے اس عہد کی رعایت کرنے سے جو اس نے اپنے رب سے باندھا ہے۔ پس اللہ کی مدد کرنے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اللہ کے احکام کا جوا اپنی گردن پر رکھ لے۔ اور جن باتوں سے اللہ نے اسے روکا ہے ان سے وہ بچے۔ یہ معنی ہیں اللہ کی مدد کرنے کے اور یہی معنے جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں صبر کرنے کے ہیں۔ یعنی صبر اور نصرت ایک مفہوم کے لحاظ سے قریباً ہم معنے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اگرچہ یہاں نصرت کا لفظ استعمال کرتا ہے لیکن اس معنے میں استعمال کرتا ہے جس معنے میں صبر کے لفظ کو بھی استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بالفاظ دیگر یہ فرمایا کہ

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ

اگر تم صبر سے کام لوگے يَنْصُرْكُمْ تو وہ تمہاری مدد کو آئے گا۔ اور اس کی مدد کا ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہیں نیکیوں پر دوام حاصل ہو جائے گا۔ تمہیں مصائب کے برداشت کرنے کی اور دکھوں اور سازشوں اور دشمن کے مکر کے برداشت کرنے کی اور زبان کو قابو میں رکھنے کی دائمی قوت عطا ہو جائے گی۔ ثباتِ قدم عطا ہوگا۔ یعنی یہ نہیں کہ ایک سال تو تمہیں طاقت ملی اور اگلے سال پھر تم جہنم میں چلے جاؤ۔ بلکہ جب تم اللہ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے تو تمہارا ثباتِ قدم تمہیں اس جنت سے پھر نکلنے نہیں دے گا کیونکہ وقت جو بھی تقاضا کرے تم اس کو پورا کرنے والے ہوگے

آج کا دن اسلام کے غلبہ کے لئے جو تقاضا کرتا ہے

ہماری جماعت کا فرض ہے

کہ وہ اس کو پورا کرے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر صبر سے کام لوگے تو تمہیں ثباتِ قدم عطا ہوگا پھر تم نیکیوں پر ایک دوام پاؤ گے اور رضائے الٰہی کے حصول کے بعد تمہیں اس کی ناراضگی کبھی نہیں ملے گی۔

پھر فرمایا :-

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اسلام کا جو منکر اور مخالف ہے وہ اسلام کو کمزور کرنے کے لئے جو بھی تدبیر کرے اس کے خلاف ہماری مدد کر

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں مدد تو کرتا ہوں لیکن میں مدد ان لوگوں کی کرتا ہوں جو میرے احکام کو مانتے اور میری خاطر میرے حضور ہر قسم کی مطلوبہ قربانیوں کو پیش کرتے ہیں۔ اور تم اس کی توفیق بھی مجھ سے ہی پا سکتے ہو اس لئے تم دعا کرتے رہا کرو

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

پس آج میں اس دعا کے کرنے کی تحریک کر رہا ہوں۔ اس دعا کے وسیع معانی ہیں میں نے ان کو ایک حد تک بیان کر دیا ہے۔ ان معانی کو ذہن میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جس حد تک ممکن ہو یہ دعا کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ دن میں کم از کم ۳۳ بار یہ دعا کیا کریں۔ اس پر زیادہ وقت نہیں لگے گا اور یہ کام زیادہ قربانی نہیں چاہتا۔ لیکن اگر آپ ان معانی کو ذہن میں رکھ کر یہ دعا کریں تو یہ بات بڑی برکتوں کا موجب ہوگی۔

اس وقت

ایک بڑی وسیع اور گہری سازش

اسلام کے خلاف ہو رہی ہے جو در اصل پہلے عیسائیت کے خلاف تھی جو بہت حد تک کامیاب ہو گئی۔ اب اس نے اپنا رخ اسلام کی طرف پھیر لیا ہے اور اس سازش کی تفاصیل جب سامنے آتی ہیں تو انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسان کو اپنی کمزوری اور بے بسی کا شدت سے احساس ہونے لگتا ہے اور انسان کا ذہن پریشان ہو جاتا ہے کہ اتنی بڑی بین الاقوامی سازش کا اسلام ہمارے ذریعہ سے (کیونکہ خدا نے ہمیں اس کام کے لئے منتخب کیا ہے) کس طرح مقابلہ کرے گا تب اللہ تعالیٰ ہمت بڑھانے کے لئے اور عزم کو پیدا کرنے کے لئے اور اپنے وعدوں پر پختہ یقین پیدا کرنے کے لئے ان دعاؤں کی طرف توجہ دلا دیتا ہے۔ اور میرا یہ فرض ہے کہ جماعت کو کہوں کہ یہ

دعائیں کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان دعاؤں کے نتیجہ ہی میں، اگر وہ خلوص نیت سے کی جائیں اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے کی جائیں ہمیں ان ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا کرے گا۔ جو اس نے ہم پر ڈالی ہیں ہمیں ہر معنی میں، ہر حالت میں، ہر وقت میں صبر کی توفیق عطا کرے گا۔ ثبات قدم دے گا اور ایسے افعال کی توفیق دے گا کہ جس کے نتیجہ میں اس کی مدد انسان کو مل جاتی ہے۔ اگر یہ دعائیں نہ ہوتیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا سہارا نہ ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر یقین نہ ہوتا تو انسان ایک لحظہ کے لئے سوچ نہ سکتا کہ اسلام کے خلاف اتنی عظیم سازش ناکام ہو کر رہ جائے گی

ایک اور سازش

کی تفاصیل کا چند دن ہوئے علم ہوا۔ اور جب میں نے پڑھا میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ پھر جب میں نے قرآن کریم کو دیکھا تو وہ ہر بات جس کا ذکر سازش میں کیا گیا ہے اس کا رد میں نے قرآن کریم میں پا لیا۔ اور اس سے دل کو تسلی ہو گئی کہ اس علام الغیوب نے اس سے قبل کہ اسلام کے خلاف اس پرانی سازش کی تفاصیل کا اظہار ہو ہمارے دل کی تسلی کے لئے اس سازش کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کر کے ان کی ناکامی کے متعلق بشارت یا وعدہ دیا ہوا ہے۔

پس انسان بڑا کمزور ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم قدرت اور عظیم شان والا ہے۔ خود سوچو کہ ہمارے جیسے کمزور انسانوں کو خدا یہ کہے کہ میں تمہارے ذریعہ سے اسلام کو غالب کرنے والا ہوں۔ انسان کے کان میں جب یہ آواز پہنچتی ہے تو عقلمند انسان پر اسی وقت موت وارد ہو جاتی ہے لاشئے محض ہونے کا احساس بیدار ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرتوں کو نیم مردہ سے ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ یعنی ایک نیت کے ذریعہ اپنی کامل قدرتوں کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اور انتخاب کر لیا ہے میرے اور تمہارے جیسے انسانوں کا۔ پھر خدا تعالیٰ ایک یقین بخشتا ہے۔ عرفان عطا کرتا ہے۔ تدبیریں سمجھاتا ہے۔ خود دعائیں بتا دیں کہ یہ دعائیں پڑھو۔ میرے حضور آؤ۔ اپنے پر موت وارد کرو (پھر موت وارد کرنے کے طریقے بتا دیتا ہے) میری رضا کو حاصل کرو (رضا کے حصول کے لئے دعائیں اور تدابیر سکھا دیتا ہے۔ ایک کمزور میں

اپنی کامل قدرتوں کا جلوہ

دکھا کے دنیا کو اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ اس ذرہ ناچیز نے ایک روحانی انقلاب عظیم بپا کیا۔ حالانکہ اس انقلاب عظیم کو بپا کرنے والا خود وہی ہوتا ہے اور اس کی قدرت کے جلوے ہوتے ہیں۔ لیکن بیچ میں ایک پردہ سے آتا ہے۔

خدا کرے کہ وہ ذرہ ناچیز ہم ہی بن جائیں۔ اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے کوئی اور اس کا رہ ذرہ ناچیز نہ بنے بلکہ ہمیں ہی اس کی کامل رحمت، اس کا کامل فضل، اس کی کامل رضا حاصل ہو۔ اور اس کی تقدیر اور حکم کا اجرار ہمارے ذریعہ سے ہو، جو آسمانوں پر ہو چکا اور جس کا زمین پر اجرار ہونے والا ہے۔ یعنی

توحید حقیقی کا قیام

اسلام کا عالمگیر غلبہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل فتح ؛

(الفضل ۱۹ امان ۱۳۴۸ ہش)

ثریا بیگم	کلکتہ	۲۵
شکیلہ زاہرہ	"	۲۵
صبیحہ خاتون	شاہجہانپور	۴۳
شگفتہ بانو	کانپور دوم	۶۷
نسیمہ پروین	"	۵۷
امۃ الرحیم	بنگلور	۳۴
نصیرہ بیگم بنت عنایت اللہ	بنگلور	۲۵
شاہدہ بیگم	"	۲۸
نصیرہ بیگم بنت محمد صبغۃ اللہ	"	۲۵
ذکیہ اختر	حیدرآباد	۲۵
یاسمین فاطمہ	"	۴۰
عطیہ پروین	"	۳۵

بشریٰ نسرین	حیدرآباد	۵۰
سیدہ امۃ الرفیق	کیندرہ پاڑا	۶۱
زاہدہ النساء	"	۳۵
نجم النساء	"	۴۶
نیاز النساء	"	۳۸
رحمت بیگم	بنگال	۳۶
ہاجرہ بیگم	"	۳۲
سارا بیگم	"	۴۲
ناصرہ بیگم	"	۴۰

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کی پاکیزگی کا باعث ہوتی ہے

نتیجہ امتحان کتاب تاریخ احمدیت ناصرات الاحمدیہ بھارت

بڑا گروپ

ناصرات الاحمدیہ بھارت (بڑے گروپ) کی بچیوں کا "تاریخ احمدیت" اور پارہ الٓمّ (آخری نصف) کا امتحان لیا گیا تھا۔ کل ایک سو گیارہ لڑکیاں شریک امتحان ہوئیں جن میں سے چھیاسی کامیاب ہوئیں۔ امتحان کے نتیجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ بچیوں کو کما حقہ تیاری نہیں کرائی گئی۔ آئندہ کے لئے میں عہدیداران ناصرات الاحمدیہ سے امید رکھتی ہوں کہ وہ بچیوں کو اچھی طرح تیاری کروائیں گی۔ اور بچیاں بھی ان امتحانوں میں دلچسپی لیں گی۔ بچیوں کے آئندہ امتحان کا نصاب جلد شائع کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ مجموعی طور پر اول۔ دوم۔ سوم اور چہارم آنے والی بچیوں کے نام یہ ہیں:- اوّل بشریٰ طیبہ قادیان۔ عائشہ سلطانہ قادیان دوم شگفتہ بانو کانپور۔ سوم سلیمہ بیگم قادیان۔ چہارم رابعہ بشریٰ کیرنگ۔ سیدہ امۃ الرفیق کیندرہ پاڑا۔ نصرت بیگم قادیان

اس سلسلہ میں مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے بچیوں کے پرچے دیکھ کر ہر دو امتحانوں کا نتیجہ مرتب کر کے ہمیں بھجوایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

سیدہ امۃ القدوس بیگم صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

نام ناصرات الاحمدیہ		نمبر حاصل کردہ	نام ناصرات الاحمدیہ		نمبر حاصل کردہ
بشریٰ بیگم قادیانی	قادیان اوّل	۶۹	عائشہ بیگم	قادیان اوّل	۶۹
صبیحہ سلطانہ	"	۵۹	بشریٰ صادقہ جیمہ	"	۳۵
امۃ الحبیب	"	۳۰	امۃ الصغیر سلطانہ	"	۳۲
نافعہ بیگم	"	۴۶	ناصرہ بیگم ڈوگر	"	۴۰
ممتاز مسرت	"	۲۵	نزہت بیگم	"	۲۵
جمیلہ سلطانہ	"	۳۷	امۃ القدوس	"	۲۹
بشریٰ بیگم مبشر	"	۶۰	امۃ القدیر بساری	"	۲۵
فاطمہ زہرہ	"	۳۲	مبشرہ بیگم	"	۲۸
امۃ العلیم محمد حسین	"	۳۲	شہزادی امۃ المجید	"	۲۵
محمودہ بیگم	"	۲۵	امۃ الرحمٰن	"	۲۵
امۃ النصیر ٹیلر	"	۳۴	جمیلہ خاتون	"	۲۵
امۃ الصغیر نیاز	"	۲۶	مبارکہ بیگم	"	۳۱
بشریٰ صادقہ	"	۴۱	شاہدہ خاتون بنت قمرالدین صاحب [illegible]		۵۴
عزیزہ مبارکہ	"	۴۸	طیبہ خاتون بنت ہارون رشید صاحب	"	۵۵
رفعت النساء	"	۲۵	صراط بی بی	کیرنگ	۵۵
امۃ الصغیر گلو	"	۳۹	لطیفاً بی بی	"	۵۵
امۃ الحفیظ	"	۴۶	رابعہ بشریٰ	"	۶۱
ریحانہ شاہین	"	۴۰	مسرورہ بیگم	"	۵۱
صادقہ پروین	"	۲۵	حذیفہ بیگم	"	[illegible]
صفیہ نصرت	"	۳۴	جمیلہ بیگم	"	۵۶
عصمت بیگم	"	۳۰	صبیحہ بیگم	یادگیر	۳۶
فرحت سلطانہ	"	۴۲	سراج النساء بیگم	"	۳۷
امۃ الکریم	"	۳۰	عطیہ بیگم	"	۳۷
بشریٰ مبارکہ	"	۵۱	بشریٰ بیگم	"	۳۸
نصرت بیگم	"	۶۱	امۃ النعیم	"	۴۷
شکیلہ بیگم	"	۳۶	سہیلہ حلیمہ	"	۴۶
امۃ اللطیف	"	۴۳	امۃ المتین	"	۴۸
سلیمہ بیگم	"	۶۲	رحمت النساء	شیموگہ	۴۸
امۃ الکریم گجراتی	"	۳۲	صبیحہ بیگم	"	۵۳
ساجدہ ثریا	"	۴۷	فوزیہ حبیبہ	"	۵۴
فرزانہ ملکہ	"	۳۰	زینت النساء عرف پروین بیگم	"	۳۴
ظہیرہ بدر	"	۴۰	راحت جہاں یاسمین	"	۵۰
امۃ الوحید شوکت	"	۲۵			

(باقی کالم ۳ و ۴ پر)

اِسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے بنیادی اسباب

حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ قادیان میں ۳۱۳ والے بدری نشان کا اعادہ در اعادہ

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہفت روزہ اخبار الجمعیتہ دہلی اپنی ۷ر مارچ ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں زیرِ عنوان "یہ روایت کب ٹوٹے گی" لکھتا ہے :-

"قومی اتفاق کی مثالیں مسلمانوں میں کم نہیں مگر ہمارا اتفاق ہمیشہ ایسے نعروں کے لئے ہوتا رہا ہے جس کا ہمارے مستقبل سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ حالیہ تاریخ میں مشکل سے کوئی مثال ملے گی جبکہ مسلمانوں نے اپنی ملی تعمیر کے کسی ٹھوس منصوبہ کے لئے بڑی رقم خرچ کی ہو"

پھر لکھتا ہے :-

"اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے (نومبر ۶۲۳ء) جب بدر کے میدان میں اسلام اور جاہلیت کا مقابلہ ہوا تو اسلام کی طرف تین سو سے کچھ زیادہ آدمی تھے دوسری طرف جاہلیت کے محاذ پر کئی گنا زیادہ آدمی جمع تھے مگر تین سو آدمی جب خدا کے بھروسہ پر ذہنت کی قوت کو استعمال کرتے ہوئے اپنے حریف سے متصادم ہوئے تو اسلام کو وہ فتح عظیم حاصل ہوئی جس نے تاریخ کا دھارا موڑ دیا۔"

پھر لکھتا ہے :-

"اب اگر دوبارہ تاریخ کا دھارا موڑنا ہے تو پھر اسی عمل کو نئی شکل میں دہرانا ہوگا جو بدر میں دہرایا گیا تھا۔ دورِ جاہلیت جو نیا معرکہ برپا ہوا تھا اس میں ہم اپنی غفلت سے شکست کھا چکے ہیں۔ ضرورت ہے کہ دوبارہ ۳۱۳ آدمی اپنے اثاثہ کے ساتھ اٹھیں اور ملت کو نئی قوتوں سے مسلح کرنے کی جدوجہد شروع کر دیں۔ جس دن ملت کا قافلہ نئی قوتوں سے مسلح ہو چکا ہوگا اسی دن وہ دوسرا معرکۂ بدر برپا ہوگا جو اسلام کو غالب کر کے دوبارہ تاریخ کا دھارا موڑ سکے۔"

پھر لکھتا ہے :-

"آسمان کو ایک آنے والے وقت کا انتظار ہے۔ دیکھئے وہ آنے والا وقت کب آتا ہے"

(صفحہ ۱ و ۱۱)

ہم الجمعیتہ کو بتانا چاہتے ہیں کہ وہ دن اور وقت آ چکا ہے۔ جس طرح ۳۱۳ والا واقعہ بنی اسرائیل میں ایک نبی کی معیت میں ظاہر ہوا تھا اور بنی اسرائیل کو ان کے مخالفین پر فتح و غلبہ حاصل ہوا تھا اور جیسا کہ یہ واقعہ دوبارہ رسول خدا صلعم کی موجودگی میں اور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہوا اور دشمنوں پر مسلمانوں کو باوجود اپنی قلت اور دشمنوں کی اکثریت کے فتح و غلبہ نصیب ہوا تھا بعینہٖ اسی طرح تیسری دفعہ یہ بدری واقعہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مطابق آنحضرت صلعم کی بعثتِ ثانیہ کے وقت قادیان میں ظہور پذیر ہوا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ جب مسیح موعود آئیگا تو اس کے ساتھ ۳۱۳ خاص آدمی باوجود شدتِ مخالفت کے جمع ہو جائیں گے۔ اور ان کے نام ایک مطبوعہ کتاب میں درج ہو کر شائع ہوں گے۔ سو یہ تعداد پوری ہوئی اور اس نے مسیح موعودؑ کی تائید کی۔ ان کے نام کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں شائع ہوئے۔ یہ لوگ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے بطور بنیاد کے ہو گئے

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی الہام ہوا "وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ" کہ خدا اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی خاطر بدر والا واقعہ قادیان میں دہرائے گا۔ اور اسلام کی صداقت کا نیا عظیم الشان نشان قائم کر دے گا۔ چنانچہ اس کے مطابق ۱۹۴۷ء میں جبکہ پیشگوئی کے مطابق خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کو ہجرت کرنا پڑی، اس الہام کے مطابق خدا تعالیٰ نے بدر والا واقعہ قادیان میں دہراتے ہوئے ہزارہا بلوائیوں کے مقابلہ میں ۳۱۳ بدری اصحاب رسول کو قادیان میں ٹھہرنے میں کامیاب کر دیا اور اس فتح و غلبہ کو ایک عظیم الشان نشان بنا دیا۔ اب سارے ہندوستان کے دیگر مسلمانوں کے مقابلہ میں ان ۳۱۳ کو ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بنا دیا ہے اور دنیا آ کر اس نشان کو دیکھ کر حیران و ششدر ہے۔

پس جس دن کی الجمعیتہ کو انتظار ہے وہ آ چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ صدقِ دل سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھے۔ آج دنیا جماعت احمدیہ کے اس فئتہ قلیلہ کی قربانی اور کارناموں کو سراہ رہی ہے۔ خدا نے ازسرِ نو اسی کام کی بنیاد ڈال دی ہے جس کی انتظار ابھی ان کے دلوں میں چلی آ رہی ہے۔ حضرت مسیح ناصریؑ آئے مگر یہود منتظر ہی رہے۔ آنحضرت صلعم تشریف لائے اور اہلِ کتاب منتظر بیٹھے رہے ایسا ہی مسیح موعود آئے اور اپنے ساتھ بے شمار بدری نشان بھی لائے۔ سو خدا تعالیٰ نے تو اپنے وعدے پورے کر دیئے مگر مسلمانوں کی بد قسمتی ہے کہ وہ پہلی قوموں کی طرح انتظار میں سسکیاں لے رہے ہیں۔

وہ اپنے طور پر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کیلئے ہر قسم کی کوششیں کر کے ناکام ہو چکے ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی سنتِ قدیمہ جاریہ کو بھلا دیا ہے اور آنحضرت صلعم کی وارننگ سے بھی کچھ فائدہ نہیں اٹھایا اور نہ وقت کی آواز کی طرف دھیان دیا۔ معاصر الجمعیتہ خود تسلیم کرتا ہے کہ

"ہندوستان کے مسلمان پچھلے ڈیڑھ سو برس سے اپنی نشاۃِ ثانیہ کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ جو صلاحیتیں اس میں لگی ہیں اور جان و مال کا جو عظیم سرمایہ اس راہ میں خرچ ہوا ہے اس کا مقابلہ اگر اس انجام سے کیا جائے جو ڈیڑھ صدی کی جدوجہد کے بعد حاصل ہوا ہے تو شاید صفر سے زیادہ کچھ ہاتھ نہیں آئیگا۔ ہم شاندار ماضی پر فخر کرتے رہے اور روشن مستقبل کی امیدیں باندھتے رہے مگر ماضی کا دور جب ختم ہوا اور ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو تاریخ نے ملک کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تو ہم نے دیکھا کہ کروڑوں کی تعداد رکھنے والا عظیم گروہ جو ملک کی آبادی کا دوسرا سب سے بڑا حصہ تھا دو ٹکڑے ہو کر ایک جگہ کمزور قوم اور دوسری جگہ کمزور اقلیت کی حالت میں پڑا ہوا ہے"

"اس صورتِ حال کیلئے انگریزوں یا اکثریتی فرقہ کو ملزم ٹھہرانا اپنی کوتاہی کی ذمہ داری دوسروں کے اوپر ڈالنا ہے۔ دنیا کا قانون ہے کہ وہی لوگ کامیابی و کامرانی کے مالک بنتے ہیں جو اپنی کوتاہی کیلئے اپنے آپ کو ذمہ دار ٹھہرانے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ جو لوگ اپنی ناکامی کے اسباب دوسروں کی زندگی میں تلاش کریں وہ گویا اپنے فیصلہ کا سرا دوسروں کے ہاتھ میں دے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ جہاں فیصلہ کا سرا دوسروں کے ہاتھ میں ہو وہاں ہمارے لئے فریاد و ماتم کے سوا کرنے کا کوئی کام باقی نہیں رہتا"

(الجمعیتہ صفحہ ۱)

سابقہ تجربوں کے برخلاف الجمعیتہ کی نئی تجویز یہ ہے کہ

"آج ہمارا پہلا اور اہم ترین کام یہ ہے کہ پریس کی طاقت کو استعمال کر کے وسیع پیمانہ پر مسلمانوں کے اندر زمانہ کا شعور و مسائل کی پہچان اور اپنی ہستی کا عرفان پیدا کریں جب تک یہ کام ایک حد تک انجام نہ پا جائے اس وقت تک سرے سے وہ ذہنی بنیاد ہی نہیں بنتی جس پر اگلی تعمیر کھڑی کی جا سکتی ہے"

پھر موجودہ مساعی کی ناکامی کے متعلق رقمطراز ہے :-

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملت کو دوبارہ طاقتور اور مستحکم بنانے کے لئے ہماری موجودہ تمام سرگرمیاں مستقبل کے اعتبار سے ایسی ہی ہیں جیسے کہ ہم سرے سے کوئی سرگرمی نہ دکھا رہے ہوں۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں صحیح شعور کے تحت نہیں ہو رہی ہیں اور جو کام صحیح شعور کے تحت نہ ہو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ حال کے اعتبار سے بظاہر اس کا کوئی وجود ہو تو ہو مگر مستقبل کے اعتبار سے اس کا کوئی وجود نہیں"

نئی ضروری تجویز اسکا سے یہ پیش کی ہے کہ :

"آج ضرورت ہے کہ ہمارے پاس بے پناہ وسائل و ذرائع رکھنے والا ایک عظیم ادارہ ہو (باقی صفحہ پر)

قبرِ مسیح کے متعلق نئے انکشافات

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب، فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بمبئی (تقریر جلسہ سالانہ قادیان جنوری ۱۹۶۹ء)

قسط نمبر ۲

— ۵ —

اب دیکھنا یہ ہے کہ جو واقعہ ہوا تھا وہ حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کی تصدیق کرتا ہے یا نہیں۔؟

(۱) پہلی چیز تو یہ ہے کہ مسیح جس حاکم کے سامنے پیش کئے گئے تھے وہ حاکم جس کا نام پلاطوس تھا مسیح کے خیر خواہ تھے۔ اس لئے وہ بار بار یہی کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح مسیح اس عذاب سے بچ جائیں اس بارے میں انہوں نے جو تدابیر کیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس دن یہ صلیبی واقعہ پیش آیا وہ جمعہ کا دن تھا اور جمعہ کے ساتھ ہی سبت کا دن آتا تھا جو یہودیوں کا ایک مقدس تہوار ہے۔ اس دن کوئی بھی صلیب پر لٹکایا نہیں جاتا

(۲) اس کے علاوہ اس دن ایک خاص تہوار بھی تھا جس میں رومی حکومت یہود کو خوش کرنے کے لئے ایک قیدی کو چھوڑا کرتی تھی۔ اس تقریب کی وجہ سے پیلاطوس نے بہت کوشش کی تھی کہ اس رعایت کے پیش نظر حضرت مسیح کو رہا کیا جائے لیکن یہودیوں نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا

(۳) اسی اثناء میں پیلاطوس کی بیوی کی طرف سے پیغام لے کر ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ آپ کی بیوی نے مجھے یہ پیغام آپ تک پہنچانے کے لئے دیا ہے کہ وہ رات بھر یہ خواب دیکھتی رہی کہ فرشتے بار بار آ کر یہ کہتے رہے کہ یہ شخص بے گناہ ہے اسے سزا نہ دی جائے ورنہ تم مر جاؤ گے (متی ۱۹:۲۷) اس خواب نے پلاطوس پر اور زیادہ اثر کیا اور وہ مسیح کو چھڑانے کے لئے اور زیادہ کوشش کرتے رہے لیکن اپنی تمام کوششوں کے باوجود بالآخر یہودیوں کے دباؤ سے مجبور ہو کر انہیں صلیب کی سزا سنانی ہی پڑی۔

(۴) جب وہ مسیح کو لے کر صلیب کے مقام پر پہنچے تو انجیل سے پتہ لگتا ہے کہ اس وقت چھٹا گھنٹہ آ گیا تھا یعنی اس زمانہ کے لحاظ سے تین اور چار بجے شام کا وقت تھا اور جمعہ کا روز تھا اور مغرب سے سبت کا دن شروع ہو جاتا تھا۔ یہودیوں میں یہ بات مشہور تھی کہ اگر کوئی سبت کے دن صلیب پر لٹکا رہے تو خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔

(۵) چنانچہ دو تین گھنٹے کے بعد ہی پلاطوس نے یہودیوں کو توجہ دلائی کہ اگر یہ صلیب پر لٹکا رہا اور سبت کا دن شروع ہو گیا تو تم پر عذاب نازل ہو گا۔

(۶) ادھر خدا تعالےٰ نے یکدم ایسی زور کی آندھی چلائی جس سے چاروں طرف تاریکی چھا گئی۔ (مرقس ۳۳:۱۵) یہ دیکھ کر یہودی اور بھی ڈر گئے۔ چنانچہ انہوں نے پلاطوس سے درخواست کی کہ اب ان کو اتار لیا جائے (یوحنا ۳۱:۱۹)

اس طرح مسیح کے صلیب پر لٹکے رہنے کا کل وقت تین ساڑھے تین گھنٹے بنتا ہے اس مختصر وقت میں صلیب پر کوئی بھی مر نہیں سکتا۔

(۷) صلیب پر حضرت مسیح درد و تکلیف کی وجہ سے بہت گھبراہٹ میں مبتلا تھے جو پہرہ دار مقرر کئے گئے تھے چونکہ وہ دل سے حضرت مسیح کے مرید تھے اس لئے انہوں نے جب حضرت مسیح کی اس گھبراہٹ اور بے چینی کو دیکھا تو وہ دوڑے دوڑے گئے اور سرکہ اور مُر سے اسفنج کا ایک ٹکڑا بھگو کر لے آئے اور حضرت مسیح کو چوسنے کے لئے دیا تاکہ آپ کی تکلیف میں کمی پیدا ہو۔

(۸) حضرت مسیح کو صلیب پر سے اتارنے کے بعد مسیح کا جسم آپ کے دوستوں کو دیا گیا تھا، دشمنوں کو نہیں۔ چنانچہ یوحنا ۳۸:۱۹ میں لکھا ہے:۔

"ان باتوں کے بعد آرمینیا کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا شاگرد تھا پلاطوس سے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش لے جائے پلاطوس نے اجازت دی"

(۹) پھر یہ بھی قاعدہ ہوتا تھا کہ جو لوگ صلیب پر سے زندہ اتارے جاتے تھے ان کے پاؤں کی ہڈیاں توڑ دی جاتی تھیں۔ مگر پہرہ داروں نے جو آپ کے مرید ہی تھے آپ کی ہڈیاں نہیں توڑیں۔

(۱۰) حضرت مسیح کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ یوحنا ۳۴:۱۹ میں لکھا ہے:۔

"جب حضرت مسیح کو اتارا گیا تو ایک سپاہی دوڑتا ہوا آیا اور اس نے آپ کی پسلی میں آہستہ سے نیزہ مار کر دیکھا تو اس میں سے خون اور پانی یعنی بہتا ہوا خون نکلا۔"

ایک مردہ جسم سے خون کا نکلنا ایک محال امر ہے

(۱۱) حضرت مسیحؑ کے صلیب پر سے زندہ اتارے جانے کا ایک اہم اور تازہ ثبوت وہ کفن ہے جو صلیب سے اتارے جانے کے بعد آپ پر لپیٹا گیا تھا۔ یہ چادر صلیبی جنگوں کے دوران چودھویں صدی میں اٹلی کے TURIN کے راہب خانے عیسائیوں کو ملی تھی۔ اس کفن کی سائنٹفک تحقیقات کے متعلق حال ہی میں جرمنی میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے اس کتاب کے تعارف نامہ میں یوں مرقوم ہے:۔

"خون کے نشانات (جو اس کپڑے میں نمایاں ہیں) بتلاتے ہیں کہ صلیب سے اترنے کے بعد بھی دوران خون جاری تھا اور حرکت قلب بھی معمول پر تھی۔ مسیح کے پہلو میں جو ایک سپاہی نے بھالا مارا تھا اس کی جگہ بھی خون کے نشانات کی مدد سے تعین کی جا سکتی ہے۔ دراصل بھالا ایسی جگہ لگا تھا جہاں سے دل کو کوئی گزند نہ پہنچ سکتی تھی۔ اس تحقیق کا جو اہم ترین نتیجہ نکلا ہے وہ اس حقیقت کا اظہار ہے کہ خون کے اس طرح کے دھبے صرف اس جسم سے لگ سکتے ہیں جس میں دل ابھی حرکت کر رہا ہو پس واقعۂ صلیب کے بعد بھی مسیح زندہ تھے۔"

مذکورہ کتاب کے مصنف کے علاوہ بھی متعدد محققین نے اس کفن کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور فوٹو وغیرہ کے ذریعہ اور دیگر کئی قسم کے تجارب کے بعد یہ تمام لوگ اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس کفن میں لپیٹے جانے کے وقت اور قبر سے باہر نکلنے تک حضرت مسیح ناصری زندہ تھے

(۱۲) حضرت مسیح کو صلیب پر سے اتارے جانے کے بعد یوسف آرمینیہ نے ان کو ایک قبر نما کمرے میں جا کر رکھ دیا وہ قبر ایک کھلی کوٹھڑی تھی جو چٹان میں کھودی ہوئی تھی (متی ۶۰:۲۷) یوسف مذکور نے اس قبر میں حضرت مسیح کو جا کر رکھ دیا اور سامنے دروازہ پر ایک پتھر لڑھکا دیا (متی ۶۱:۲۷) تاکہ لوگوں کو شبہ نہ ہو اور ہوا کی آمد و رفت بھی جاری رہے۔

(۱۳) حضرت مسیح اس قبر نما کمرے میں تین دن رات آرام کرتے رہے اس کے بعد مسیح بھیس بدل کر باہر نکلے جب وہ اپنے حواریوں کے پاس آئے تو آپ کو دیکھنے کے باوجود انہیں یقین نہیں آیا کہ سچ مچ مسیح ہمارے سامنے آ کھڑے ہیں۔

(۱۴) اس پر آپ نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے مچھلی کا ایک ٹکڑا اور کچھ شہد کھانے کو دیا اور آپ نے ان کے سامنے کھایا اور انہیں یقین دلایا کہ واقعہ میں وہی مسیح ہیں (لوقا ۴۱:۲۴ تا ۴۳)

(۱۵) جب آپ کے ایک شاگرد تھوما ST. THOMAS کو یہ خبر پہنچی کہ آپ زندہ ہیں تو اس نے کہا جب تک میں اس کے ہاتھوں میں کیلوں کے نشان نہ دیکھ لوں گا اور جب تک ان کیلوں کے نشان میں اپنی انگلی نہ ڈالوں گا میں اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ مسیح ہی ہمارے درمیان کھڑے تھے۔ اس پر یسوع مسیح نے تھوما کو بلایا اور کہا کہ میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ میری پسلی میں ڈال اور دیکھ کہ میں مسیح ہی ہوں کوئی روح نہیں (یوحنا ۲۴:۲۰ تا ۲۹)

ان تمام واقعات اور حوالوں سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر سے زندہ اتارے گئے تھے۔ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ صلیب پر فوت ہو جانا اور تین دن مرے رہنا اور اس کے بعد زندہ آسمان پر اٹھایا جانا وغیرہ تمام قصّے اور کہانیاں بالکل بے بنیاد اور غلط ہیں۔

— ۶ —

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ بچ کر نکلے تھے تو پھر اس کے بعد آپ کہاں گئے تھے؟

اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ حضرت مسیح کی آمد کی غرض کیا تھی۔ کیا آپ نے اپنا مشن پورا کیا تھا یا نہیں؟

اناجیل ہمیں بتاتی ہیں کہ یسوع مسیح اپنی آمد کی غرض یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی ۲۴:۱۵)

"مجھے اور شہروں میں بھی خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سنانی ضرور ہے۔ کیونکہ میں اسی لئے بھیجا گیا

ہوں" (لوقا ۱۹ : ۱۰)

"میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں۔ مجھے ان کو لانا بھی ضرور ہے" (یوحنا ۱۰ : ۱۶)

ان حوالوں سے یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا مشن بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں یعنی یہود کے ان سب قبائل کے لئے تھا جو آپ کی بعثت کے وقت فلسطین سے لے کر ہندوستان تک کے مشرقی ممالک میں منتشر اور پراگندہ کر دئے گئے تھے۔

حضرت مسیح کے دعوٰی و نصائح کے موقع پر فلسطین میں بنی اسرائیل کے ۱۲ قبائل میں سے صرف دو قبیلے ہی رہائش پذیر تھے لہٰذا یسوع کو اپنے مشن کی تکمیل کے لئے ان علاقوں کا سفر کرنا بھی ضروری تھا جہاں باقی دس قبائل آباد تھے۔ دراصل یہی قبائل بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں تھیں جنہوں نے ان ممالک میں آکر اپنے باپ دادا کے مذہب کو ترک کر کے ان ممالک کے تمدن و تہذیب کو اختیار کیا تھا۔

حضرت مخبر صادق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مروی ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد خدا نے حضرت مسیح کو ہجرت کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں اوحی اللّٰہ تعالیٰ الی عیسٰی انتقل من مکان الی مکان لئلا تعرف فتؤذی۔ (کنز العمال حصہ دوم ص۳۴)۔ یعنی خدا تعالیٰ نے حضرت عیسٰی کو وحی نازل فرمائی اے عیسٰی تو یہاں سے نقل مکانی کر یعنی اس مقام سے ہجرت کر تا کہ تو دشمنوں کو پہچانا نہ جائے اور اس طرح مبادا دوبارہ تکلیف میں مبتلا ہو جائے۔

قرآن کریم بھی صلیبی واقعہ کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کی ماں کو نجات دے کر ایک اونچے مقام میں پناہ دینے کا ذکر فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ (مومنون رکوع ۴) یعنی ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا اور ہم نے ان دونوں کو ایک اونچی جگہ پر پناہ دی جو ٹھہرنے کے قابل اور بہتے ہوئے پانیوں والی تھی۔

یہ آیت قرآنی ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت عیسٰی [illegible] صلیبی واقعہ کے بعد زمین ہی [illegible] تھا اور چشموں والے پہاڑی علاقہ [illegible] پناہ گزیں ہوئے تھے

اس آیت کے چاروں الفاظ) یعنی اوی، ربوۃ، ذات قرار اور معین اسی حقیقت [illegible] دال ہیں۔

اوی اس وقت بولا جاتا ہے جب نہایت تکلیف دہ اور [illegible] حالت سے دوچار ہو اور اسے [illegible] پا جائے تو اسی وقت اوی کا لفظ قرآن کریم کے دیگر مقامات میں بھی ان ہی معنوں میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ حضرت یسوع مسیح کی زندگی میں صلیبی واقعہ کے علاوہ کوئی اور موقع نظر نہیں آتا جب کہ آپ کو اس قسم کی تکلیف دہ اور دردناک حالت سے دوچار ہونا پڑا ہو۔

ربوۃ کا لفظ قرآن کریم میں دو ہی جگہ استعمال ہوا ہے اور دونوں جگہ لفظ ربوۃ کے معنے اونچے مقام کے ہی کئے گئے ہیں۔

یہ اونچا مقام جہاں حضرت مسیح پناہ گزیں ہوئے تھے ذات قرار اور معین تھا۔ ذات قرار کے معنے قرارگاہ اور ٹھہرنے کے لائق مقام کے ہیں۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ یہ لفظ انہی معنوں میں آیا ہے۔ جیسے امن جعل الارض قرارا (۲۷ : ۶۲) اللّٰہ الذی جعل لکم الارض قرارا وغیرہ ان آیات میں ذات قرار زمین ہی کے اوپر رہائش کے قابل مقام کے معنوں میں استعمال ہوا ہے

اسی طرح معین کا لفظ بھی ان جگہوں کے لئے بولا جاتا ہے جہاں بہتے ہوئے پانی کے چشمے ہوں۔ گویا خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو صلیبی واقعہ کے بعد زمین ہی کے اوپر ایک ایسے مقام پر پناہ دی تھی جو اونچی جگہ پر واقع قابل رہائش اور چشموں والا تھا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف ناقابل تردید تاریخی شواہد کے ساتھ یہ ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح ناصری صلیبی واقعہ کے بعد مشرقی علاقہ کی طرف نکل گئے تھے اور فارس، افغانستان، تبت وغیرہ ہوتے ہوئے کشمیر چلے گئے اور کشمیر میں ۱۲۰ سال کی عمر پا کر وفات پا گئے۔ اور آپ کی قبر سرینگر کشمیر میں محلہ خانیار میں موجود ہے۔ اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں فرماتے ہیں :-

"سو واضح ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ان کے فرض رسالت کے رو سے ملک پنجاب اور اس کے نواح کی طرف سفر کرنا نہایت ضروری تھا کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے جن کا نام انجیل میں اسرائیل کی گمشدہ بھیڑیں رکھا گیا تھا ان ملکوں میں آ گئے تھے جن کے آنے سے کسی مؤرخ کو انکار نہیں ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس ملک کی طرف سفر کرتے اور گمشدہ بھیڑوں کا پتہ لگا کر خدا تعالیٰ کا پیغام ان کو پہنچاتے اور جب تک وہ ایسا نہ کرتے تب تک انکی رسالت کی غرض بے نتیجہ اور ناتمام تھی۔"

"ہاں اگر یہ سوال ہو کہ کیوں اور کس دلیل سے معلوم ہوا کہ اسرائیل کی دس قومیں اس ملک میں آ گئی تھیں تو اس کے جواب میں ایسے بدیہی ثبوت موجود ہیں کہ ان میں ایک معمولی اور موٹی عقل بھی شبہ نہیں کر سکتی۔"

اس سلسلہ میں کہ بنی اسرائیل کی گمشدہ قومیں تبت افغانستان اور کشمیر وغیرہ علاقوں میں آباد تھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تاریخی شواہد پیش فرمائے تھے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں :-

ڈاکٹر برنیر نے اپنی کتاب سیر و سیاحت کشمیر کے دوسرے حصہ میں بعض محقق انگریزوں کے حوالے سے لکھا ہے۔ یعنی یہ کہ بلاشبہ کشمیری لوگ بنی اسرائیل ہیں اور ان کے لباس اور چہرے اور بعض رسوم قطعی طور پر فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ اسرائیلی خاندان میں سے ہیں۔ اور فارسٹر نامی ایک انگریز اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ جب میں کشمیر میں تھا تو میں نے خیال کیا کہ میں ایک یہودیوں کی قوم کے درمیان رہتا ہوں اور کتاب دی ریسز آف افغانستان مصنفہ ایچ ڈبلیو بیلو (؟) میں لکھا ہے کہ افغان لوگ ملک سیریا سے آئے ہیں۔ بخت نصر نے انہیں قید کیا اور پرشیا اور میدیا کے علاقوں میں انہیں آباد کیا۔ ان مقامات سے کسی بعد کے زمانہ میں مشرق کی طرف نکل کر غور کے پہاڑی ملک میں جا بسے۔ جہاں بنی اسرائیل کے نام سے مشہور رہے۔ اس کے ثبوت میں ادریسی نبی کی پیشگوئی ہے کہ دس قومیں اسرائیل کی جو قید میں ماخوذ ہوئی تھیں قید سے بھاگ کر ملک ارسادہ میں پناہ گزیں ہوئیں اور وہ اسی ملک کا نام معلوم ہوتا ہے جسے آجکل ہزارہ کہتے ہیں اور جو علاقہ غور میں واقع ہے۔ (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۹۲-۹۳)

"ایک فرانسیسی سیاح فرائر نامی جب ہرات کے علاقہ میں سے گزر رہا تھا تو اس نے لکھا ہے کہ اس علاقہ میں بنی اسرائیل بکثرت ہیں۔" "ابی بن یمین ساکن شہر توڈیلو (سپین) بارھویں صدی عیسوی میں گمشدہ قبیلوں کی تلاش میں گھر سے نکلا اس کا بیان ہے کہ یہ یہودی لوگ چین ایران اور تبت میں آباد ہیں ... اور کتاب دنسائیکلوپیڈیا آف جیوگرافی کے صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ افغان لوگ اپنا سلسلۂ نسب ساؤل بادشاہ اسرائیل سے ملاتے ہیں اور اپنا نام بنی اسرائیل رکھتے ہیں۔ الیگزنڈر برنس کا قول ہے کہ افغان یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ یہودی الاصل ہیں (ایضاً صفحہ ۹۴-۹۵)

باقی آئندہ

اسلام کی نشاۃ ثانیہ .... بقیہ ص۳

بزاردو ہندی عربی۔ فارسی ترکی انگریزی غرض تمام اہم زبانوں میں اعلیٰ ترین معیار پر کتابیں رسالے اور اخبارات شائع کر رہا ہو"

پھر لکھتا ہے :-

"یاد رکھنے ہمیں سب سے پہلے معنوی سطح پر ایک ملت کو وجود میں لانا ہے اس کے بعد ہی یہ ممکن ہے کہ خارجی واقعات کی دنیا میں ہم اس ملت کو دیکھ سکیں جس کے دیکھنے کیلئے ہماری آنکھیں ترس رہی ہیں" (ایضاً ص۱۰-۱۱)

مگر ہم الجمعیۃ کو بتانا چاہتے ہیں کہ ایسی ملت کا وجود بغیر نبی کے کبھی قائم نہیں ہو سکتا نیز کتب و رسائل کبھی دنیا میں حقیقی انقلاب پیدا نہیں کر سکتے۔ پہلے شخصیت ہوتی ہے پھر کتاب۔ دنیا میں انقلاب ہمیشہ شخصیتوں ہی کے ذریعہ ہوتا رہا ہے۔ خدا نے خوف و حزن کا علاج بعثت نبی و رسول بتایا ہے بلاحظہ ہو میثاق آدم یا بنی آدم اما یاتینکم منی ھدی فمن اتبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (بقرہ) اور آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے بھی جو میثاق آئندہ نسل آدم کیلئے لیا گیا ہے وہ بھی اسی بات کی نشاندہی کرتا ہے۔ فرمایا یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی و اصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (اعراف ع)

پس خدا کے مقرر کردہ قانون و سنت جاریہ و میثاق کے خلاف راستہ اختیار کرنا کبھی مسلمانوں کو کامیاب نہیں کر سکتا۔ خدا نے عین وقت پر وعدہ کے مطابق اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سامان مسیح موعودؑ کے وجود میں اور جماعت احمدیہ کی صورت میں پیدا کر دیا ہے اور اس کے ذریعہ کام کا ایک بڑا حصہ کروا کر مثال قائم کر دی ہے۔ جو ہونا تھا سو ہو چکا اب نری انسانی تدابیر جو روح سے خالی ہیں کام نہیں دے سکتیں مسلمانوں کا یہ تجربہ شاہد ناطق ہے۔ اسے تسلیم کر کے بھی صحیح لائن اختیار نہ کرنا بڑے ہی تعجب و حیرت کا مقام ہے۔

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی سو فیصدی ادائیگی

جماعت ہائے احمدیہ کلکتہ بنگال۔ مدھیہ پردیش۔ اڑیسہ اور جنوبی ہند کے جن احباب نے فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی بابرکت تحریک میں اپنے وعدوں کی سو فیصدی ادائیگی فرمادی ہے ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کے اخلاص اور قربانی کو قبول فرماوے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

چونکہ یہ تحریک صرف تین سال کے لئے ہے اور یہ سال اس تحریک کا آخری سال ہے لہذا جن احباب کے ذمہ ان کے وعدہ قابل ادا ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ذمہ بقایا وعدہ جات کو میعادِ مقررہ کے اندر اندر سو فیصدی ادائیگی فرما کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ یاد رہے کہ آخر جون ۱۳۴۸ہش کو تیسرا سال ختم ہو جائیگا۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

مکرم شرافت احمد صاحب	کلکتہ	۱۰۰۰-۰۰
" منشی محمد شمس الدین صاحب	"	۱۶۵-۰۰
" بشیر احمد صاحب مالاباری	"	۱۲۹-۰۰
" مسعود اختر صاحب [illegible]	"	۱۰۰-۰۰
" شمس الدین حیدر صاحب چمڈرکی	"	۵۰-۰۰
" عبدالحلیم صاحب بھاگلپوری	"	۳۰۰-۰۰
" سید ظفر احمد صاحب	"	۲۰-۰۰
" ملک صلاح الدین صاحب	"	۳۰-۰۰
" محمد سیف الدین صاحب	"	۱۲-۰۰
" سبحان خان صاحب	کرڈاپلی	۳۰-۰۰
" رفیق الدین صاحب	تالگرام	۵-۰۰
" ملا اکبر علی صاحب	بانسبرہ	۱۵-۰۰
" ظہور حسن صاحب مع اہل و عیال	پردا	۳۰-۰۰
" سید جلال الدین صاحب	پٹنہ	۲۵-۰۰
" سیف الدین صاحب	بہائم پور	۱۰-۰۰
" بابو خان صاحب	روڑکیلہ	۱۳-۵۰
" شیخ علی احمد صاحب	مونگیر	۱۹-۰۰
" مرزا آدم علی بیگ صاحب	ینگرگڈھ	۲-۰۰
" فضل الرحمن خان صاحب	چھتروار	۱۰۵-۰۰
" عبدالقدیر حسین صاحب [illegible]	کاپارہ	۱۰-۰۰
مکرمہ عابدہ بی بی صاحبہ	کیرنگ	۲۵-۰۰
" بشریٰ بیگم صاحبہ	"	۲-۰۰
" رابعہ خاتون صاحبہ	"	۲۰-۰۰
" طوطلیہ بی بی صاحبہ	"	۲۱-۰۰
" صغیرن بی بی صاحبہ	"	۵-۰۰
" پاٹو بی بی صاحبہ	"	۳۰-۰۰
مکرم عبدالمطلب صاحب	"	۶۵-۰۰
" آفتاب الدین خان صاحب	"	۳۰-۰۰
" عبدالکریم صاحب	"	۱۰-۰۰
" ثناء اللہ خان صاحب دوکاندار	"	۲۰-۰۰
" فخر الدین صاحب	"	۱۰-۰۰
" شہاب الدین صاحب ولد رضا خان صاحب	"	۱۸-۰۰
" کالے خان صاحب	"	۱۲-۰۰
" مکرم خان صاحب	"	۱۰-۰۰
" کمال الدین خان صاحب	"	۱۰-۰۰
" تیمور رحمان صاحب	"	۱۵-۰۰
مکرم فضل محمد صاحب ولد یار محمد صاحب	کیرنگ	۱۵-۰۰
" محمود خان صاحب	"	۵-۰۰
" شیخ جمعہ صاحب	"	۵-۰۰
" شیخ تراب صاحب	"	۵-۰۰
" جلال احمد صاحب	"	۶-۰۰
" مرزا شیر علی بیگ صاحب	نائیکا گوڈا	۱۰۰۰-۰۰
" غلام محمد علی صاحب	بیجندرکی	۱۰۸-۰۰
" شیخ علام الدین صاحب	"	۱۰-۰۰
" محمد علی شاہ صاحب	"	۵-۰۰
" فقیر محمد صاحب	"	۵-۰۰
" غلام مسیح صاحب	"	۷۵-۰۰
" محمد لطیف الرحمن صاحب	چودہ کلاٹ	۶۰-۰۰
" محمد سعید صاحب	"	۳۰-۰۰
" فضل الرحمن صاحب	"	۱۶-۰۰
" فضل الرحمن صاحب	چھتروار	۱۰۵-۰۰
" شمس الحق صاحب	"	۳۶-۰۰
" شیخ آدم صاحب	"	۴۶-۰۰
" محمد حسین صاحب نائب امیر جماعت مع اہل و عیال	حیدرآباد	۹۲۲-۰۰
" مسعود احمد صاحب	"	۲۵۰-۰۰
" مرزا احمد اللہ بیگ صاحب	"	۱۵۰-۰۰
" شمس الدین صاحب	"	۵۰-۰۰
" اختر احمد صاحب	"	۱۵-۰۰
" سردار [illegible] حق صاحب	"	۱۵-۰۰
" نجم الدین صاحب غوری	"	۱۵-۰۰
" مصطفیٰ حسین صاحب	"	۱۷-۰۰
مکرمہ [illegible] بیگم صاحبہ	"	۱۸۰-۰۰
مکرم غلام [illegible] خان صاحب	"	۳۰۳-۰۰
" سید عقیل صاحب	"	۵-۰۰
" محمد ابراہیم صاحب	"	۱۲-۰۰
" منیر احمد و سراج احمد صاحبان	"	۴۰-۰۰
" احمد عبیداللہ صاحب	"	۹۰-۰۰
" ایم عبدالقدیر صاحب	"	۵۰-۰۰
" فاضل کریم علی صاحب	"	۹۰-۰۰
" صلاح الدین کریم علی صاحب	"	۸۰-۰۰
" نذیر الدین صاحب	"	۵۰-۰۰

مسجد احمدیہ پونچھ کیلئے

چندۂ خاص کی تحریک

مسجد احمدیہ پونچھ جو علاقہ کی جماعتوں کے لئے ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے سالہا سال سے نامکمل اور قابلِ مرمت چلی آرہی ہے۔ اس کے اخراجات کا اندازہ مرکز میں پیش ہونے پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس غرض کے لئے مبلغ اڑھائی ہزار روپے کی رقم بطور چندہ خاص کے علاقہ کی جماعتوں کے احباب سے فراہم کی جائے بشرطیکہ اس کا اثر مرکزی چندوں پر نہ پڑے۔

لہذا صدر انجمن احمدیہ کے فیصلہ کی روشنی میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مسجد احمدیہ پونچھ کی مرمت کے لئے علاقہ پونچھ کے احباب جماعت تعاون فرماتے ہوئے حسب توفیق زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر جلد از جلد مطلوبہ رقم کا انتظام کریں۔ یہ چندہ باقاعدہ مرکزی رسید پر وصول کیا جائے گا ——— صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مسجد کمیٹی کے صدر چوہدری شمس الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ پونچھ مقرر کئے گئے ہیں۔ اور کمیٹی ہذا کے دیگر ممبران مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب صدر جماعت احمدیہ چارکوٹ
(۲) " بشیر احمد صاحب پردیسی سیکرٹری مال کالابن۔
(۳) " مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ پونچھ۔ (۴) مکرم عبدالحفیظ صاحب فانی پونچھ۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

مبلغین کرام کی خاص توجہ کیلئے

ہمارے مالی سال کے دس ماہ گذر چکے ہیں۔ صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اس عرصہ میں تشخیص شدہ بجٹ لازمی چندہ جات وغیرہ کا سو فیصدی وصول ہونا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ صدر انجمن احمدیہ کا سارے کا سارا مالی نظام چندہ جات کی سو فیصدی وصولی کا مرہون ہے اگر بجٹ کم وصول ہو تو اس سے صدر انجمن احمدیہ کے اکثر شعبہ جات متأثر ہوتے ہیں۔ اور ہمارا اصل مقصد جو بنیادی حیثیت رکھتا ہے یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام اس میں بھی روک پڑ جاتی ہے۔ ان وجوہ کے پیش نظر ضروری ہے کہ ہر سال ہمارا سارے کا سارا بجٹ وصول ہو جائے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مبلغین کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے مجلس مشاورت ۱۹۴۵ء کے موقعہ پر فرمایا:-

"میں انہیں کہتا ہوں (یعنی مبلغین صاحبان کو) کہ ... کہ وہ ان جماعتوں کے چندوں کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ یہاں تک کہ سال کے بعد جب جماعتوں کا بجٹ آئے تو ہم اسے دیکھ کر یہ کہہ سکیں کہ ان جماعتوں کے چندوں میں اتنی زیادتی ضرور ہو گئی ہے کہ ہم ایک نیا مبلغ آسانی سے رکھ سکتے ہیں۔"

حضور پرنور رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی روشنی میں جو اہم ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے اس کے پیش نظر نظارت ہذا آپ سے توقع کرتی ہے کہ آپ چندہ جات کی وصولی کے سلسلہ میں اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کر دیں گے۔ اور ۳۰ر شہادت (اپریل) ۱۳۴۸ہش تک اپنے حلقہ کی جماعتوں کا سالانہ بجٹ لازمی چندہ جات وغیرہ سو فیصدی وصول کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین۔

اس بارے میں آپ کو انفرادی طور پر چٹھیاں بھجوائی جا رہی ہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ

لجنہ اماء اللہ بنگلور اور لجنہ اماء اللہ کانپور کی طرف سے جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مجالس کی نیک مساعی کو قبول فرمائے اور بیش از بیش خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق بخشے آمین ——— ایڈیٹر بدر

ولادت - اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو مورخہ ۲۷ر امان (مارچ) پانچواں فرزند عطا فرمایا ہے احباب جماعت عزیز مولود کے نیک صالح اور خادم دین ہونے اور لمبی عمر پانے کے لئے دعا فرماویں۔ خاکسار: غلام نبی درویش قادیان۔

جماعتوں کی خصوصی توجہ کیلئے

میزانیہ (بجٹ) کا سالِ رواں اگلے ماہ کے اختتام پر ختم ہو رہا ہے۔ اس وقت تحریک جدید کے سالِ نو پر نصف سال گذر چکا ہوگا۔ احباب و عہدیداران مندرجہ ذیل امور کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔

(۱) ۔ اس عرصہ میں سارے بقایا جات اور سالِ نو کے کم از کم نصف وعدے وصول کر کے مرکز میں بھجوا دیئے جائیں۔

(۲) ۔ موٹی موٹی رقوم جن احباب اور جماعتوں کے ذمہ ہیں ان کی خاص توجہ درکار ہے۔

(۳) ۔ شوریٰ میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق ماہ تبلیغ (فروری) میں جماعتیں ایسے احباب کی فہرستیں مع آمد نہیں بھجوا سکیں جو چندہ تحریک جدید کے جہاد میں شامل نہیں وہ اس کمی کو جلد پورا کریں۔

(۴) مجالس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ سے اس سلسلہ میں تعاون حاصل کیا جائے۔ اور جماعتیں ان کے تعاون کے متعلق براہِ راست دفتر کو اور یہ مجالس اپنی اپنی مرکزی مجلس کو براہِ کرم اپنی کارگذاری سے مطلع فرمائیں۔

ان امور کی روشنی میں تفصیلی رپورٹ حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں عرض کی جائے گی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے فرائض کی تکمیل کی توفیق بخشے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اِعلان

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے بالغ (قابلِ شادی) لڑکوں اور لڑکیوں کے کوائف فوری طور پر نظارت ہذا کو ارسال فرمادیں تاکہ نظارت ہذا کو احباب جماعت کے باہمی رشتوں کے طے کرنے میں سہولت ہو۔ کوائف مندرجہ ذیل طریق پر بھجوائے جاویں:-

(۱) نام مع ولدیت (۲) پتہ (۳) عمر (۴) قومیت مع ذات
(۵) تعلیم (۶) عام اخلاقی حالت و سلسلہ سے تعلقات کی صورت۔
(۷) جسمانی صحت اور شکل و صورت۔ (۸) شرائطِ نکاح۔
(۹) ذرائع آمد والد یا ولی مع تفصیل ماہوار و سالانہ۔ (۱۰) تفصیل آمد ماہوار و جائداد ذاتی و ذرائع آمد و جائداد۔ (۱۱) نکاح اول یا ثانی۔ (۱۲) عذرات بصورت نکاح ثانی۔ (۱۳) دیگر کوائف و شرائطِ نکاح۔

ناظر امورِ عامہ قادیان

درخواستِ دُعا

خاکسار کے بڑے لڑکے میاں بشیر احمد سلمہٗ نے تیسرا ڈاکٹری امتحان پاس کر لیا ہے الحمد للہ۔ آئندہ دسمبر میں باقی مضامین کا فائینل ہوگا۔ اسی طرح خاکسار کے دوسرے لڑکے میاں مظفر احمد سلمہٗ امسال B.Sc. P. لڑکی شاہدہ بانو سلمہا ہندی امتحان "کوبیدہ" اور جماعت کے دیگر بچے اپنے اپنے امتحان دینے والے ہیں۔ نیز مکرم علام الدین صاحب کے صاحبزادے میاں برہان الدین صاحب امریکہ میں P.H.D. کی تیاری کر رہے ہیں۔ تمام کی نمایاں کامیابی کے لئے عاجزانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ جماعت کے بزرگ مکرم مولوی سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر اور الحاج خان بہادر صاحب خان صاحب کی صحت و تندرستی کے واسطے بھی دُعا کی درخواست ہے۔ جماعت کو اڑیسہ دارالحکومت میں حکومت کی طرف سے مسجد کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ زمین مل گیا ہے۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہم لوگوں کو اُسے تعمیر کرنے اور آباد رکھنے کی توفیق بخشے۔ اور جماعت کو ترقی عطا فرمائے آمین۔

خاکسار
فضل الرحمٰن عفی عنہ۔ اڑیسہ

بدر کی اعانت ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے

ضروری تصحیح

چندہ وقفِ جدید کے سلسلہ میں اخبار بدر مجریہ ۱۳ امان (مارچ) کی اشاعت میں بعض ادائیگیوں کا اندراج غلط شائع ہوا ہے۔ احباب درج ذیل فہرست کے مطابق ان کی تصحیح فرمالیں۔ بعض ایسے نام جو باوجود سو فیصدی ادائیگی کے تاحال شائع نہیں ہو سکے انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں شائع کر دیئے جائیں گے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

عزیزہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ	۷/-
عزیز حامد احمد صاحب دہلی	۷/-
مکرم سید فضل عمر صاحب مبلغ مع بیگمان	۹/-
" محمود صاحب پینگاڈی	۶/-
" مولوی عبید الرحمٰن صاحب فانی	۶/-
محترمہ سہیلہ محبوب صاحبہ قادیان	۵/۵۰
مکرم رفیق احمد صاحب صالح نگر	۶/-
" کے پی حسین صاحب کوڈیاتھور	۶/-

درخواستِ دُعا

(۱) — مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ یادگیر کچھ عرصہ سے آب و ہوا کی ناموافقت کے باعث دورانِ سر کی تکلیف سے دوچار ہیں۔ تمام احباب کی خدمت میں موصوف کی کامل شفایابی اور بیش از بیش خدماتِ دینیہ کی توفیق پانے کے لئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار: محمد عمر مبلغ سلسلہ نزیل یادگیر۔

(۲) — بعض شر پسند افراد نے جماعتی مخالفت اور تعصب کے باعث خاکسار کی ملازمت میں ریشہ دوانیاں شروع کر رکھی ہیں اُن کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے جملہ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار
محمد صدیق فانی حال مقیم پرنخو۔

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ـــــ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23-1652 23-5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

گلوب ربڑ انڈسٹریز

آفس و فیکٹری
۱۰۔ پربھو رام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵
ٹیلیفون نمبر 24-3272

تار کا پتہ گلوب ایکسپورٹ

شو روم
۳۱/۱۰ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱
ٹیلیفون نمبر 34-0401